الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ فیض مقالہ جس میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف لاتے ہیں

الانجلاء فی تطور الاولیاء

ناشر

مکتبہ محمدیہ سیفیہ دربار مارکیٹ
سستا ہوٹل لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ کہ رسالہ فیض مقالہ جس میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف لاتے ہیں

الانجلاء فی تطور الاولیاء

ناشر

مکتبہ محمدیہ سیفیہ دربار مارکیٹ
ستا ہوٹل لاہور

نام کتاب ______ الانجلاء فی تطور الاولیاء

مصنف ______ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

ناشر ______ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور

زیر اہتمام ______ محمد اسلم شہزاد

صفحات ______ ۸۰

سائز ______ ۱۸×۲۳ / ۸

بار ______ اوّل

قیمت ______

بہاول پور میں واحد تقسیم کار

ناظم اعلیٰ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور (پاکستان)

ملنے کا پتہ

(1) آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان لاہور

فون نمبر:- 290553 - 291980

(2) دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ

لاہور کینٹ فون نمبر:-5721609

(3) آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی

نزد سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور

(4) حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین

الانجلاء فی تطور الاولیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز العلام والصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام وعلی اولیاء امتہ و علماء ملتہ الاعلام

امّا بعد!

ہم اہل سنت حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے فیض و برکت سے اولیاء کرام کے متعدد مقامات پر تشریف لانے کے لئے نہ صرف مانتے بلکہ دلائل کی روشنی سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ولی جب ولایت کے عہدہ پر فائز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور طاقت سے متعدد مقامات پر موجود ہو سکتا ہے اور یہ عقیدہ اسلاف میں نہ صرف صوفیاء کرام تک محدود تھا بلکہ فقہاء کرام کے فقہی مسائل میں مندرج ہوتا چلا آرہا ہے۔

جب سے وہابیت کی وبا پھیلی ہے تو جہاں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے صحیح عقیدہ کو شرک کے وہم میں ڈالا گیا وہاں اولیاء کرام بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کا ایک نیم ملا سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے۔

"کہ نہ معلوم کہ بعض بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی مجملی اور گول مول باتوں سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام علیہم السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں یا ایک بزرگ کو کئی مقامات میں دیکھا گیا یا لطائف متشکل ہو جایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ ایسی تمام گول مول باتوں کو شریعت اسلامی تسلیم نہیں کرتی۔ چنانچہ وہی اکابر جن کی بعض مجمل عبارات سے مخالفین گاڑی چلانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں صاف اس کی تردید کرتے ہیں۔"

(آنکھوں کی ٹھنڈک بلفظہٖ ص[16])

الجواب: مسطورہ بالا عبارت میں گکھڑوی نے ایک روشن حقیقت کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر کے علاوہ اولیاء کرام کے متعدد مقامات پہ تشریف فرما ہونے کے انکار میں دلیل پیش کرنے کے بجائے صوفیاء کرام و مشائخ عظام کے دلائل و حقائق کو گول مول باتوں سے تعبیر کر کے شریعتِ اسلامی کی کھلی گستاخی اور ناقابلِ معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس موضوع پر اسلاف فقہاء، مجتہدین اور علماء محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات ان گنت ہیں۔ چند ایک بزرگوں کے اسماء لیجئے۔

①	علامہ علاؤالدین القونوی شارح الحاوی	②	شیخ تاج الدین السبکی
③	کریم الدین الاملی	④	شیخ الخانقاہ الصلاحیہ سعید السعداء
⑤	عبدالغفار بن نوح القوصی صاحب الوحید	⑥	صفی الدین بن ابی المنصور
⑦	العفیف الیافی	⑧	شیخ تاج الدین ابن عطار
⑨	السراج بن الملقن	⑩	البرہان الابناسی
⑪	شیخ عبداللہ المنوفی	⑫	تلمیذہ شیخ خلیل المالکی صاحب المختصر
⑬	ابوالفضل ابن ابراہیم التلمسانی المالکی رحمہم اللہ تعالیٰ		

(ف) یہ اسماء گرامی سیدنا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں[1]۔ یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں اُن کے علاوہ اور بہت آئمہ کرام ہیں[2]۔ سیدنا سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مطالعہ و تصانیف سے واقفیت رکھنے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ کتنے حضرات ہوں گے اور وہ نہ صرف علماء بلکہ آئمہ کرام ہیں جن کی جلالت، شان کا نام سن کر موجودہ دور کے محققین سرخیدہ ہو جاتے ہیں۔

---

[1] الحاوی للفتاوی [2] الحاوی للفتاوی

فقیر اُویسی غفرلہٗ کے مطالعہ سے:

⑬	(تکرار)	⑭	علامہ یوسف نبہانی
⑮	شاہ عبدالحق محدث دہلوی[1]	⑯	سیدنا مجدد الف ثانی[2]
⑰	شیخ عبدالقدوس گنگوہی[3]	⑱	علامہ ابن العابدین شامی[4]
⑲	سیدنا امام یافعی[5]	⑳	علامہ ابن حجر مکی[6]
㉑	امام شعرانی[7]	㉒	سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی[8]
㉓	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی[9]	㉔	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی[10]
㉕	حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی[11]	㉖	اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی[12]
㉗	سیدنا محی الدین ابن العربی[13]	㉘	الشہاب النبی[14]

بوجہ خوف طوالت انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی کے لئے مستقل کتاب چاہیئے اور ان حضرات میں سے صرف ایک عالم دین کی مسئلہ کی تحقیق کی ضمانت کافی ہے اور صرف ایک حضرت کے ہم پلہ تو درکنار اُن کے ادنیٰ تلمیذ کے درجہ کا موجودہ دور کے محققین کو کہنا نہ صرف علمی ہتک ہے بلکہ شرعی تعزیز اور سخت سے سخت

اتماماً للحجۃ: الکذب قد یصدق کے مطابق مخالفین کے اکابرین سے تصریحات بلکہ اس مسئلہ کے دلائل کے انبار ملتے ہیں۔ مشتے نمونہ خروار چند ایک اسماء لیجیئے۔ تصریحات اسی کتاب میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] جذب القلوب [2] مکتوبات شریف ص۵۸ [3] لطائف قدوسی شریف ص

[4] رد المختار ص [5] روض الریاحین ص [6] فتاوی حدیثیہ ص۲۶

[7] کتاب الجواہر والدرر ص۱۲۵ [8] سبع سنابل ص [9]

[10] [11] [12] ملفوظات اعلیٰحضرت ص

[13] اجابۃ الغوث ص۲۶۶ [14] ایضاً

(۱) رشید احمد گنگوہی[1] (۲) انور علی کشمیری[2] (۳) اشرف علی تھانوی[3]

(۴) احمد علی لاہوری[4] (۵) سید احمد رضا بجنوری تلمیذ انور کشمیری[5]

اور نہ صرف تصریحات بلکہ اس مسئلہ کو قرآن و احادیث و اقوال فقہاء کی تحقیقات سے دلائل قائم کرکے مستقل تصانیف تحریر فرمائی ہیں۔ اس مسئلہ پر جو کتابیں فقیر اویسی غفرلہ کی نظر سے گذری ہیں مندرج ہیں۔

(۱) اجابۃ الغوث بیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد والغوث مصنفہ سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب قادری شامی قدس سرہٗ

(۲) المنجلی فی تطور الولی مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ

(۳) الخبر الدال علی وجوب القطب والاوتاد والنجباء والابدال مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ

—٭—

فقیر اویسی غفرلہ ان سے تلخیص کرکے کچھ اپنے بزرگوں کے افادات وافاضات سے چند دلائل اور پھر انہی کے مطابق حکایات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر چہ در طبع تو نیاید راست ٭ تو نہ دانستہ مگو کہ خطا است

---

[1] امداد السلوک ص [2] فیض الباری [3] بوادر النوادر [4] ہفت روزہ خدام الدین لاہور مختلف رسالہ جات [5] انوار الباری شرح بخاری

مقدمہ

فصل اول

سید امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق تین تقریریں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اصلی صورت صورت مثالی کی مختلف اشکال اختیار کرکے متعدد مقامات پر موجود ہو جائے جیسے جنات کے لئے ہے۔

۲۔ طی المسافۃ وطی الارض کے قبیل سے ہو کہ ہر دیکھنے والا اپنے مقام سے دیکھے۔ حالانکہ وہ ایک ہی جگہ پر ہو۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ کر درمیانی حجابات ہٹا دے اور لوگوں کو گمان ہو کہ مقامات مختلف ہیں حالانکہ وہ ایک ہی مقام ہوتا ہے۔ اسی پر بہترین تقریر ہوگی۔ اس حدیث کی جب کہ شب معراج کی واپسی پر حضور علیہ السلام نے بیت المقدس کو سامنے دیکھ کر قریش کو تمام حالات بتا دیئے۔

۳۔ ولی اللہ کا جثہ موٹا پن اختیار کرلے۔ یہاں تک کہ تمام عالم کو محیط ہو جائے جیسے ملک الموت علیہ السلام اور منکر نکیر کے متعلق علماء کرام تقریریں کرتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام کو ایک ہی آن میں مشرق و مغرب والوں کی روح قبض کرلیتے ہیں اسی طرح منکر نکیر ایک ہی وقت میں بے شمار اہل قبور سے سوال کرتے ہیں[1] (الحاوی للفتاوی)

۴۔ اصلی جسم کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج روزانہ طلوع و غروب کرتا ہے۔ دیکھیئے یہ سورج زیر عرش مستقر بھی ہوتا ہے اور طلوع و غروب بھی جاری رہتا ہے۔ اس سے بیک وقت ایک جسم کا دو مکانات میں ہونا اور دو [illegible]

مکانوں میں بیک وقت اُن سے مختلف افعال صادر ہو رہے ہیں۔ یہ بات اگرچہ عقل میں نہیں آتی کیوں کہ ایسا ہونا یقیناً محال ہے۔ اِس لئے کہ اِس طرح اجتماع الضدین لازم آتا ہے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان بخشا ہے وہ انکار نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ بات معجزات و کرامات کے قبیل سے ہے اور معجزات و کرامات ہوتے بھی ایسے ہی ہیں جو کہ عقل محال مانے ورنہ وہ نہ معجزہ ہوگا اور نہ کرامت۔

نوٹ: اس کے علاوہ اور تقاریر اور ان پر سوالات اور اُن کے جوابات فقیر اُویسی غفرلہٗ نے کتاب دیوں کا حین تحقیق حاضر و ناظر میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔

فصلِ دوم:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قدیم ہے اور چلا آ رہا ہے اور منکر کے لئے زجراً فرماتے ہیں کہ اس میں وہی جھگڑا کر رہے گا جسے وہم ہے کہ ان وجود شخص الواحد فی مکانین فی وقت واحد غیر ممکن بل ہو مستحیل؛

ایک شخص کا موجود ہونا دو مکانوں میں ایک ہی وقت میں غیر ممکن ہے بلکہ محال ہے ولیس کما توھم ھذا المتوھم من الاستحالۃ جس طرح یہ وہمی وہم کر رہا ہے یہ بات محالات سے نہیں ہے۔ کیونکہ بڑے آئمہ عظام نے اس قسم کے جواز اور ممکن ہونے پر نص کی ہے۔ [الحاوی للفتاوی]

غور کیجئے: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی شخصیت اس شخص کو وہمی، خبطی یعنی مخبوط الحواس (پاگل) سے تعبیر کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کا منکر ہے۔

اگر دورِ حاضرہ کے منکرین امام ممدوح کے زمانہ میں ہوتے اور اس طرح کا انکار کرتے تو بتایئے تو امام ممدوح مذکورہ بالا ارشاد کس شان سے فرماتے۔ (فافہم)

فصل سوم

متعدد مقامات پر موجود ہونا اُس جلوۂ صفاتی کی وجہ سے ہے جو بندہ کو ریاضات و مجاہدات کے بعد فانی فی اللہ باقی باللہ کے مقام پر فائز المرام ہو جاتا ہے اور یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں جو ہر کہ ومہ کو نصیب ہو جائے اس کے لئے فضل ربی و کرم ایزدی کی ضرورت ہے۔ یہ اُن اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو نصیب ہوتا ہے جنہیں "بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش" کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے ورنہ ع

وریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار

کا معاملہ ہے لیکن خوش نصیب ہستیوں کو نصیب ہونے پر انکار سے بھی ہزاروں کے بیڑے غرق ہوئے

فصل چہارم:

اسے بعض لوگ شرک سمجھ کر انکار کر دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ متعدد مقامات پر ولی اللہ کا موجود ہونا اس وقت ناجائز متصور ہو سکتا ہے جب کہ اُسے غیر ممکن سمجھا جائے لیکن وہ بھی بحیثیت کرامت کے جواز کی صورت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ مسلم مسئلہ ہے کہ کرامۃ الولی حق لیکن تاہم ہمارے سامنے بہت سی مثالیں موجود ہیں جو بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتی ہیں۔

مثلاً

۱۔ بینائی ایک ایسی شئے ہے کہ انسان میں بھی موجود ہے اور آسمان اور زمین میں بھی۔ اور آسمان و زمین میں جہاں تک اُس کی رسائی ہے موجود ہے۔

۲۔ اسی طرح انسان کی آواز تو باقاعدہ سائنس ایک لمحہ میں عالم دنیا میں کئی چکر لگا کر اپنے مرکز پر لوٹ آتی ہے۔ پھر اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اپنے مرکز میں بھی ہے اور کائنات کے چپہ چپہ میں بھی۔

۳۔ قرآن مجید جوکہ کلام الٰہی ہے اور بحیثیت الفاظ کے نہیں بلکہ بحیثیت کلامِ نفسی ہونے کے بیک وقت متعدد انسانوں کے سینوں میں موجود ہے اور وہ اوپر بھی ہے نیچے بھی۔ عالمِ برزخ میں بھی ہے اور عالمِ دُنیا میں بھی وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ قرآن مجید کی صریح بیانی کس سے مخفی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی آصف بن برخیا سینکڑوں میلوں میں قبل ان یرتد الیک طرفک کا مدعی ہو کر بلقیس کی تخت گاہ میں بھی ہے اور سلیمان علیہ السلام کے سامنے بھی۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پُرنور محبوب ربِ غفور جناب سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہ آلہ واصحابہ وسلم شب معراج بہشت میں تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہاں بڑے نازسے بہشت کی سیر کر رہے تھے۔ حالانکہ متفقہ بات ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے گھر (مکہ) میں آرام فرما رہے تھے لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ وہ بہشت میں تھے۔

اب بتایئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیک وقت دو مقامات میں موجود ہونا پایا گیا یا نہیں۔

۶۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب میت کو قبر میں لٹایا جاتا ہے تو اُسے سورج غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے خواہ وقت دوپہر کا ہو یا صبح کا۔ آدھی رات کا ہو یا سحر کا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ایک سورج ہے ایک شام ہے لیکن اُس وقت وہ اپنے اصلی مقام میں بھی ہے اور متعدد مردگان کے سامنے مختلف ممالک میں بھی موجود ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی مثالیں قرآن وحدیث میں ملیں گی جن کو فقیر اُویسی غفرلہٗ آگے چل کر عرض کریگا۔

اولیاء کرام چونکہ ریاضات ومشقات وعبادات میں اپنے نفوس کا ایسا تزکیہ کرتے ہیں کہ

كما قيل فى شانهم اجسادهم ارواحهم وغیرہ وغیرہ۔

فصل پنجم

ان حضرات کا متعدد مقامات پر تشریف لے جانے بوجہ کرامت کے ہے اور کرامت کا انکار بے دینی ہے۔ حضرت امام شعرانی قدس سرہٗ اپنے شیخ سے اس کرامت کے متعلق عرض کرتے ہیں،

فقلت له فما حكمته وقوع التطور فى هذه الدار فقال ذالك انما يكون بحكم خرق العادة حين يعطون حرف كن وفى الاخرة يكون نفس نشاط اهل الجنة تعطى ذالك۔ (کتاب الجواہر والدرر صـ ۱۶۵)

"یعنی میں نے عرض کیا کہ ان مثالی اجسام کو دُنیا میں اختیار کرنے کی حکمت کیا ہے۔ فرمایا جب اولیاء حرفِ کُن کے اسرار کی عطا سے نوازے جاتے ہیں اس وقت اُن سے یہ مثالی اجسام کے ساتھ تشکل بطور کرامت کے صادر ہوتا ہے اور آخرت میں اہلِ جنت کی پوری زندگی اس عطیہ کیساتھ وابستہ ہوگی۔"

بابِ اوّل

آیاتِ قرآنیہ

① وَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(پ ۱۱ . س توبہ ع ۱۶)

اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مومن کامل تمہارے اعمال کو دیکھیں گے

ف ۱ . آیت میں یریٰ فعل مستقبل واقع ہے جسے حقیقی معنے رویت بصری لازم اور وہ تب ہو سکتی ہے جب کہ مسطورہ تینوں تقریروں کے مطابق ہو۔

ف ۲ : آیت میں المؤمنون میں کامل مومن [illegible] اور کامل مومن صرف اولیاء کرام ہیں اور ہم سب مومن ہیں لیکن ناقص۔ اس آیت کی تاویلات میں گکھڑوی نے توڑ مروڑ کی ہے جسے فقیر نے "حاضر و ناظر" میں بالتفصیل لکھا ہے[1]

② لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

(پ ۲ س بقرہ ع ۶)

تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو۔

ف ۱ ، آیت میں مخاطب صرف وہی ہیں جو گواہی کے لائق ہیں اور وہ صرف اولیاء کرام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گواہی کے لئے اہلیت شرط فرمائی کما قال واشھدوا ذوی عدل منکم اپنے میں سے دو معتبر لاؤ اور ہم سب فسق و فجور کی وجہ سے گواہی کے اہل نہیں ہے۔ اور ان حضرات کی گواہی تب ہو سکتی ہے جب کہ وہ قیامت

---

[1] سوالات کے جوابات متعلقہ بہ حاضر و ناظر۔ اویسی غفرلہ

میں اپنے عینی شاہدے پیش کر سکیں۔

ف ۲ . قیامت میں ہم خود بھی اپنے حساب میں ہوں گے جو خود ملزموں کی صف میں ہو وہ کس طرح گواہوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی صف میں وہ کھڑے ہو سکیں گے جن کے لئے نہ حساب ہو گا اور نہ کتاب[1] اور وہ صرف اولیاء کرام ہوں گے۔ باقی مضمون متعلقہ آیت ہذا حاضر و ناظر میں دیکھیے[2]

③ لا یملک الذین یدعون من دونه الا من شهد بالحق وهم یعلمون (پ ۲۵ ع ۱۳)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں شفاعت کا اختیار نہیں ہے۔ حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

تفسیر :- آیت میں اصنام سے شفاعت کی نفی فرما کر ان حضرات کے لئے شفاعت کا اثبات فرمایا جو شاہد حق کے ساتھ علم رکھتے ہیں اور علم کس کا۔ اس کے متعلق کوئی نہیں بقانونِ علم معانی۔ جب فعل کا مفعول مذکور نہ ہو تو اس وقت مفعول کو محدود نہ کیا جائے۔ اب اولیائے کرام کی شفاعت کا انکار معتزلہ تو کر سکتے ہیں لیکن ہمارے دور کے معتزلہ اصولاً نہیں البتہ ہٹ دھرمی کا علاج ہی کیا۔ بنا بریں قیامت میں جب شفاعت کر سکیں گے جب انہیں شفاعت والوں کے متعلق علم ہو ورنہ بے سود۔

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

نظرت الی بلاد الله جمعاً | کخردلة علی حکم اتصال

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ

(قصیدہ غوثیہ)

④ اَفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھولا۔ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں۔

---

[1] حدیث شریف میں ہے۔ [2] حاضر و ناظر از آیات قرآنی

یہی وہ طاقت تھی جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کوسوں دور یاساریۃ الجبل کہلوا کر اسلام
تا اور کفر کو شکست فاش دیدیتی ہے (وللتفصیل مقام وھذا المقام لیس للتفصیل

(۵) قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ (پ ۱۹ ع ۱۸)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ اسے میں حضور کی خدمت میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

اس آیت کریمہ میں آصف بن برخیا ولی کامل کے تصرف کا بیان ہے کہ وہ بیک وقت ادھر بھی ہے اُدھر بھی ہے۔ جس کی تفسیر فقیر نے تفسیر اویسی میں اسی مقام پر عرض کردی ہے [1]

فصل دوم احادیث مبارکہ

(۱) كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا۔ یہ حدیث قدسی ہے اور مشہور ہے اور اس کو پورے سندات اور سوالات و جوابات کے ساتھ حاضر و ناظر میں لکھ دیا ہے [2] اب صرف یہ یاد رکھیے کہ بندہ فناء پر بقا کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہوئے اس میں عنصری قوت کے بجائے ایزدی قدرت کام کرتی ہے۔ چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ انوارالٰہی کا مظہر اتم ہو جاتا ہے تو قُرب و بُعد اُس کے لئے یکساں ہوتا ہے وہ قریب کبھی قریب دیکھتا سنتا ہے اور بعید کبھی قریب۔ تفصیل فقیر نے "نورالصفا" میں عرض کردی ہے [3]

اولیاء کرام کی کرامات کے اقرار کے بعد اور یہ بھی ماننا کہ واقعی ان میں ربانی طاقت ہوتی ہے پھر اُن کا متعدد مقامات پر موجود ہونے اور دیگر کرامات کے انکار سے حیرت ہوتی ہے [4]

---

[1] تفسیر اویسی میں [2] رسالہ حاضر و ناظر [3] نورالصفافی البقاء بعد الفناء [4] دراصل بات یہ ہے کہ ان بیچاروں کی جماعت میں نہ کوئی ولی ہوا اور نہ کوئی کرامت دیکھی انکار نہ کریں تو اور کیا کریں۔

(۲) اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (رواہ الترمذی)
کامل مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اس حدیث میں مومن ولی کامل کی نگاہ کی وسعت کا ذکر ہے اور اس کی نظر کہاں تک ہوتی ہے جہاں تک خالق کما قال غوث الاغواث رضی اللہ عنہ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخردلۃ علی حکم اتصال

(۳) سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ انہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہشت میں دیکھا اور فرمایا یہاں کیسے؟ آپ کے صدقے، وہ دو نفل تحیۃ الوضوء مجھے یہاں لے آئی ہے۔ تفصیل حاضر و ناظر میں بیان کردی ہے [1]۔ اس حدیث میں دیکھنا یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت مکہ میں بھی ہیں اور ساتوں آسمانوں کے اوپر بہشت میں بھی۔

(۴) شب معراج حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم السلام کو اُن کے مزارات میں دیکھا، پھر وہی حضرات بیت المقدس میں موجود تھے۔ پھر آسمانوں میں بھی آپ سے ملاقی ہوئے۔ رواہ اصحاب الصحاح وغیرہ۔ یہ بھی ہمارے استدلال میں شامل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم السلام شب معراج متعدد مقامات پر بیک موجود ہوئے۔ چنانچہ حضرت امام قطب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ومما یدل علی ان الجسم الواحد یکون فی آن واحد رؤیۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما اسری بہ الی السموات العلی آدم وعیسیٰ ویحییٰ وادریس وموسیٰ وھارون وابراھیم علیہم الصلوٰۃ والسلام وما وقع لہ فی شان الصلوٰۃ من المراجعۃ لموسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مع ان موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حین ذالک فی قبرہ فی الارض قائماً یصلی وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم رأیت موسیٰ وما قال رأیت روح موسیٰ ولا جسد فیا من یحیل الجمع بین الضدین ما تقول فی ھذا الحدیث فان

---

[1] فصل احادیث ۱۲۔

رأى موسى ان لم يكن عينه فالاخبار عنه كذب وهو محال على الشارع صلى الله عليه وسلم فما بقى الا ان القدرة صالحة للجمع بين الضدين خلاف ما يقتضيه النظر العقلى هذا والمقلد المؤمن بهذا الحديث يقول لصاحبه رأيتك البارحة فى النوم ومعلوم ان موسى كان فى منزله على حالة غير الحالة التى رأى عليها وفى موطن آخر ولا يقول رأيت غيرك ويشهد لذالك ايضاً ما ورد فى الصحيح فى قصة آدم عليه السلام حين قال الله تعالى وهو خارج عن القبضة اختر ايهما شئت قال اخترت يمين ربى وكلتا يديه يمين مباركة فبسط الحق يده كما يليق بجلاله فاذا آدم وذريته فآدم عليه السلام فى اليد مقبوض عليه حين اختار اليمين وليس فى اليد وآدم المخاطب خارج اليد هو عين آدم المقبوض اليد فيا من يدعى معرفة الله بعقله والايمان بما جاء به الرسل اين عقلك فى هذه المسئلة وانت تقول الشئ الواحد لا يكون فى مكانين وتقول هذا محال و هذا جائز (كذا فى كتاب الجواهر والدرر صـ ۱۶۳)

ترجمہ: اس پر یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج آسمانوں پر آدم وعیسٰی ویحیٰی وادریس وموسٰی وہارون وابراہیم علیہم صلوات اللہ وسلامہ کو دیکھا اور وہاں پر آپ کے اور موسٰی علیہ السلام کے درمیان نمازوں کے بارے میں گفت وشنید ہوئی حالانکہ موسٰی علیہ السلام اس وقت زمین پر اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے چھٹے آسمان پہ موسٰی علیہ السلام کو دیکھا اور یہ نہیں فرمایا کہ موسٰی کی روح کو دیکھا نہ یہ فرمایا کہ موسٰی کے جسم کو دیکھا تو جمع بین الضدین کو محال اعتقاد کرنیوالے انسان تو اس حدیث کے بارے میں کیا کہے گا اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کو موسٰی سے تعبیر کیا اگر یہ بعینہ وہ نہیں جو اس وقت زمین پر قبر میں نماز

پڑھ رہے تھے تو یہ خبر دینا کہ میں نے آسمان پر موسٰی کو دیکھا کذب ہو جائے گا جس کا صدور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ناممکن ہے تو کوئی جائے مفر نہیں رہی بجز اس کے کہ نظر عقلی کے خلاف تسلیم کریں کہ جمع بین الضدین زیر قدرت ہے اسے محفوظ رکھو اس حدیث پر ایمان رکھنے والا مقلد اپنے ساتھی سے کہتا ہے۔ میں نے شب گذشتہ تم کو خواب میں دیکھا اور معلوم ہے کہ اُن کا ساتھی اپنے مقام میں اس حالت میں نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ بحالت دیگر تھا اور اس مکان میں بھی نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ دوسرے مکان میں تھا پھر مقلد اپنے ساتھی سے نہیں کہتا ہے کہ میں نے تیرے سوا کسی اور کو دیکھا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ تجھ کو دیکھا اور ہمارے اس دعوے کی یہ چیز تائید کرتی ہے جو حدیث صحیح میں موسٰی اور یدین کے بارے میں وارد ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو خطاب فرمایا جب کہ وہ مشیت الٰہی سے باہر تھے کہ ان دونوں ہاتھوں سے جس کو چاہو پسند کرو۔

انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ پسند کیا اور رب کے دونوں ہاتھ دائیں برکت والے ہیں تو حق جل مجدہ نے اپنی مٹھی کھول دی جس طرح کھولنا اُس کے جلال کے لائق ہے تو اُس میں آدم اور ان کی ذریت نکل پڑی۔ پس آدم علیہ السلام اس وقت مٹھی میں تھے جب کہ دایاں ہاتھ پسند کیا اور جو آدم مٹھی سے باہر مخاطب تھے یہ بعینہ وہی ہیں جو مٹھی میں تھے تو اپنی عقل سے معرفت الٰہی کا دعوٰی کرنے والے اور رسول سے لائے ہوئے احکام پر ایمان رکھنے کے مدعی تمہاری عقل اس مسئلہ میں کہاں جائے گی اور تم تو کہتے ہو کہ ایک چیز دو مکان میں نہیں ہوتی اور کہتے ہو یہ محال ہے اور وہ جائز ہے۔

بیان استدلال از آیات

واحادیث علماء کرام

اولیاء اللہ کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے پر علماء کرام نے ذیل کی آیات سے استدلال

کیا ہے۔

(۱) جب کہ بی بی مریم علیٰ نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں تشریف فرماتھیں
فتمثل لھا بشراً سویا۔ تو ان کے سامنے ایک کامل مکمل بشر متمثل ہو کر آیا
تمثّلَ ماضی ہے تمثّلٌ سے مشتق ہے بمعنے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف
منتقل ہونا یہاں بھی ایسے ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکیت سے بشریت کی طرف منتقل
ہوئے اور یہ اپنے مقام پہ دلائل سے ثابت ہے کہ ملائکہ کو اللہ تعالےٰ نے انسانی شکل میں ظاہر ہونے
کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

سیدنا عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ،

ہر شہر میں ستر یا کم و بیش ملائکہ اس لیے مقرر کیے جاتے ہیں کہ اصحاب
خدمت اولیاء کرام کی ان امور میں مدد کریں جن کے لئے تنہا اُن کی ذات کافی
نہیں۔ یہ فرشتے شہروں کے اندر انسانی شکل میں ہوتے ہیں۔ کوئی خواجہ
سرائے کی شکل میں کوئی فقیر کی شکل میں اور کوئی بچے کی ہیئت میں۔ یہ فرشتے
لوگوں میں مخلوط رہتے ہیں مگر لوگوں کو پتہ نہیں چلتا"

(کذافی الابریز شریف ص ۱۹۵ ج ۱ مطبوعہ مصر)

جبریل بشری لباس میں } سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کے علاوہ بارہا بشری لباس میں
عالم دنیا میں تشریف لائے چنانچہ امام قسطلانی بخاری شریف کی شرح باب بدء الوحی میں لکھتے

ہیں کہ جبریل امین حضرت آدم کی خدمت میں بارہ مرتبہ، حضرت ادریس کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت
نوح کی خدمت میں پچاس مرتبہ، حضرت ابراہیم کی خدمت میں بیالیس مرتبہ، حضرت موسیٰ کی خدمت
میں چار سو مرتبہ، حضرت عیسیٰ کی خدمت میں دس مرتبہ اور حضور سید عالم علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی
خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ بارگاہ رسالت میں حضرت جبریل علیہ السلام کی حاضری
باشکال مختلفہ ہوتی۔ کبھی دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شکل میں، کبھی اعرابی کی صورت میں وغیرہ
وغیرہ۔

نتیجہ: اور یہ دلائل سے ثابت ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک اپنے نوری جسم
سے وابستہ رہنے کے باوجود مردانہ شکل اختیار کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور اُس کا تصرف اپنے ملکوتی
جسم میں مستمر رہتے ہوئے اس عارضی جسم میں بھی نافذ ہوتا تھا۔ انہیں وجوہ کے پیش نظر علماء کرام اہل سنت
اولیاء کرام کے لئے کہتے ہیں کہ قادر مطلق جل شانہٗ نے اپنے بعض بندوں کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اُن
کی رُوح اپنے جسم اصلی سے متعلق رہنے کے باوجود دوسرے جسم سے متعلق ہو جائے اور اس کے تصرفات
جسم اصلی اور دوسرے جسم دونوں میں بیک وقت نافذ ہوتے ہیں چنانچہ سیدنا احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فتکون الروح الواحدۃ کروح جبریل مثلاً فی وقت واحد مدبرۃ لشبح الاصلی ولھذا الشبح المثالی (فتاویٰ حدیثیہ ص ۴۶ مطبوعہ مصر)	یعنے ایک روح جیسے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح بیک وقت اپنے اصلی جسم اور مثالی جسم دونوں میں تصرف کرے گی۔

سوال: یہاں پر ایک سوال مشہور ہے جسے تقریباً تمثل جبریل علیہ السلام کے ذکر کے بعد عموماً
پیدا ہوتا ہے جسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے الحاوی للفتاوی میں اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
فتاویٰ حدیثیہ میں اور بخاری و دیگر کتب سیر و احادیث کے شراح نے لکھا ہے وہ یہ ہے؛

کہ کسی امام نے اپنے اکابر میں سے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان کا اپنا جسم اصلی
جبکہ کہاں ہوتا ہے کہ جبکہ وہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر

ہوتا تو دحیہ کلبی کی شکل میں، حالانکہ وہ اصلی صورت پر افق اعلیٰ کو بھر دیتے ہیں تو اس کے جواب میں یوں فرمایا۔

جواب: بانہ یجوز ان یقال کان یندمج بعضہ فی بعض الی ان یصغر حجمہ فیصیر بقدر صورۃ دحیۃ ثم یعود وینبسط الی ان یصیر کھیئتہ الاولیٰ۔

یعنی اس کا جواب یوں ہو کہ جبریل کی صورت کے بعض اجزاء بعض میں مدغم ہو جائیں (یعنی سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا) یہاں تک کہ صرف دحیہ کلبی کی صورت کی مقدار رہ جائے۔ پھر اس سے اصلی حالت پر لوٹنا شروع ہو جائے یہاں تک کہ وہ پہلی حالت عود کرے۔

لیکن ان اشکال کا بہترین جواب وہ ہے جو صوفیائے کرام نے ارشاد فرمایا۔

وھو ان یکون جسمہ الاول بحالہ لم یتغیر قد اقام اللہ لہ شجاً اٰخر وروحہ تتصرف فیھا جمیعاً فی وقت واحد وکذالک الانبیاء واقول کذالک الاولیاء)

یعنی جسم اول اپنے حال پر رہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام دوسرا جسم بنائے اور پھر روح میں بیک وقت تصرف کرے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہے۔

ف: پھر اس طرح اولیاء کرام کیلئے سمجھئے۔

دلیل دیگر: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا عبارت نقل کرکے ولی اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے پر دلیل قائم فرماتے ہیں کہ

ولا بعد فی ذالک انہ اذا جاز احیاء الموتیٰ لھم وقلب العصا ثعباناً وان یقدرھم اللہ تعالیٰ علی خلاف المعتاد فی قطع المسافۃ البعیدۃ

کما بین السماء والارض فی لحظۃ واحدۃ الیٰ غیر ذالک من الخوارق فلا یمتنع ان یخصھم بالتصرف فی بدنین واکثر من ذالک

(الحاوی للفتاوی ص ۳۳۷ ج ۱)

یعنی یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے کیونکہ جب جائز ہے کہ انبیاء و اولیاء مردے کو زندہ کرتے اور اعصاء کو سانپ بنا سکتے ہیں تو انہیں قدرت حاصل ہے کہ ایک لحظہ میں آسمان و زمین میں بطور خرق عادت مسافت طے کریں۔ پھر کون سا امر مانع ہے کہ یہ حضرات دو بدنوں میں یا اس سے زائد میں تصرف نہ کریں۔

یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں۔

وعلیٰ ھذا اصل تخریج مسائل کثیرۃ وتنحل بہ اشکالات غیر یسیرۃ	یعنی اس قاعدہ سے بہت سے مسائل استخراج کیے جا سکتے ہیں اور بہت اشکالات حل ہو سکتے ہیں۔

اویسی کہتا ہے: منجملہ اُن کے مسئلہ حاضر و ناظر، اولیاء کرام و انبیاء عظام کا دور سے دیکھنا اور ان کا غائبانہ مدد کرنا اور پھر ہمارا ان کو دور سے پکارنا اور ان کو وسیلہ بنانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ انبیاء و اولیاء دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے صرف انکار ہی نہیں بلکہ شرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔

دلیل ۳: مذکورہ بالا تقریر سیدنا عزرائیل اور نکیرین کے لئے سمجھئے اور ان کے متعلق مستقل دلائل "حاضر و ناظر" کتاب میں لکھ دیئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں (فللّٰہ الحمد والمنۃ)

استدلال ۲: جب کہ سیدنا یوسف علیٰ نبینا علیہ السلام زلیخا کے محل میں تھے تو زلیخا نے اُن سے بُرے ارادے کا اظہار کیا۔ آپ اُس کے بُرے ارادہ کے بعد ارادہ فرماتے "لولا ان رآ برھان ربہ" اس آیت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سیدنا یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا ثابت کیا ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

ومن ذالک ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن المنذر فی

"اگر اللہ کے برہان نہ دیکھتے"

تفاسیرھم والحاکم فی المستدرک وصححہ

یعنی من جملہ اُن کے ایک یہ ہے جو ابن جریر اور ابن ابی حاتم و ابن المنذر اپنی تفاسیر میں روایت کرتے ہیں اور حاکم مستدرک میں نقل کر کے اُس کی تصحیح فرماتے ہیں کہ

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہٖ تعالیٰ لولا ان رأیٰ برھان ربہٖ۔ قال مثل لہ یعقوب۔

حضرت ابن عباس سے باری تعالیٰ کے قول لولا ان رأی برھان ربہ کی تفسیر سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالی حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی گئی۔

(۳) اسی طرح ابن جریر، سعید بن جبیر، حمید بن عبدالرحمٰن، مجاہد، قاسم بن ابی بزہ، عکرمہ، محمد بن سیرین، قتادہ، ابوصالح، شمر بن عطیہ، ضحاک اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ،

انفرج سقف البیت فرأیٰ یعقوب	گھر کی چھت پھٹ گئی جس سے انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھ لیا۔

ایک لفظ میں اُن سے یہ ہے،

رأیٰ تمثال یعقوب	یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالی دیکھی گئی۔

(۴) اس بیان کے لکھنے کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

فھذا القول من ھؤلاء السلف دلیل علی اثبات المثال الطی المسافۃ و ھو شاھد عظیم لمسألتنا حیث رأی یوسف علیہ السلام وھو بمصر اباہ وکان اذ ذالک بارض الشام

ان سلف صالحین کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ صورت مثالی یا طی المسافۃ کے ذریعے اس مسئلہ کا اثبات ہے۔ ہمارے مسئلہ کے لئے یہ شاہد عظیم ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب کہ آپ مصر میں تھے اپنے باپ کو دیکھا وہ اس وقت ارضِ شام میں تھے۔

دلائل مذکورہ لکھ کر نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں۔

ففیہ اثبات رؤیتا یعقوب علیہ السلام بمکانین متباعدین فی وقت واحد بناء علی احدے القاعدتین الاتیین ذکرنا ھما واللہ اعلم

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کو دو مختلف زمانوں میں بیک وقت دیکھا گیا اس کی بناء ہمارے ان دونوں عبارتوں پر ہے جن کو ہم نے ابھی ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

مزید برآں اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہا یہ کہ سیدنا یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم تھا یا نہ یہ وہم کسی جاہل کو ہو تو بعید نہیں ورنہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ صور مختلفہ میں صورت اصلیہ کا جلوہ ہوتا ہے۔ اور صورت اصلیہ کے جملہ افعال صور مثالیہ میں مرتسم ہوتے ہیں یہاں تک کہ صورت اصلیہ کی حرکت بید بعینہٖ صورت مثالیہ میں حرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی قدس سرہٗ اپنے مرشد سے چند سوالات کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

فقلت لہ فھل تتحد افعال ھذہ الاجساد التی تطورالولی فیھا حتی انہ اذا حرک یدہ تتحرک ید من تلک الصور کلھا فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعم فما یقع من ید عین ما یقع من بقیۃ الید ی

(الجواھر والدرر ص ۱۴۵)

یعنی میں نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا ولی کے ان مثالی اجسام کے افعال متحد بھی ہوتے ہیں کہ جب اصلی ہاتھ کو حرکت دے تو وہ مثالی ہاتھ بھی متحرک

ہو جاتی ہیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں متحد بھی ہوتے ہیں کہ جو فعل اصلی ہاتھ سے صادر ہو وہی مثالوں ہاتھوں میں بھی۔

یہی تو وجہ ہے کہ صور مثالیہ کے اعمال پر اصلی موت کی وجہ سے جزا و سزا مرتب ہوتی ہے چنانچہ امام شعرانی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں۔

وقد سألت شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ هل یواخذ الولی بکل فعل صدر من هذه الاجسام التی تطور فیها علی السواء ام لا یؤاخذ الا علی الجسم الاصلی دون الزائد فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یواخذ ویثاب بکل فعل صدر من جمیع تلك الصور ولو بلغت الف صورة له اجرها وعلیه وزرها.

یعنی میں نے اپنے مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ ولی کے ان مثالی اجسام سے جو افعال قابل گرفت صادر ہوں تو کیا ان پر مواخذہ ہوگا یا مواخذہ صرف جسم اصلی کے افعال پر ہوتا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان مثالی اجسام کے افعال پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ اجسام مثالی ہزار بھی کیوں نہ ہوں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی قدس سرہٗ نے اس دلیل پر عرض کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فقلت له فکیف تدبر الروح الواحدة هذه الاجسام الکثیرة وکیف یؤاخذ علیها کلها فقال رضی اللہ عنہ کما تدبر الروح الواحدة سائر اعضاء البدن کذلك تدبر الروح هذه الاجساد وکما تواخذ النفس بافعال الجوارح علی ما یقع منها یسأل عنه ذلك الروح الواحد

یعنی پھر میں نے سوال کیا کہ ایک روح ان کثیر اجسام کی تدبیر کیونکر کرتی ہے اور ان تمام اجسام کے افعال پر مؤاخذہ کیسے ہوگا۔ فرمایا جس طرح ایک روح ایک جسم کے تمام

اعضاء کی تدبیر کرتی ہے اسی طرح ان تمام اجسام کی کرے گی اور جس طرح افعال جوارح کے باعث نفس پر مواخذہ ہوتا ہے اسی طرح ان اجسام کے افعال پر مواخذہ ہوگا جن کی تدبیر ایک روح کرتی ہے اُن سے جو کچھ صادر ہوگا جواب اسی روح پر ہوگا۔

اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہما السلام کا علم یقیناً تھا۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ دفع التعسف عن علم ابی یوسف دیکھئے۔

ابدال کی تفصیل

اسی قبیل سے ابدال اولیاء اکے متعلق اسلامی عقیدہ ہے جو ہر مسلمان من حیث الاسلام اس عقیدہ اسلامی کا پابند ہے اور ان کے وجود کا منکر گمراہ ہے کیونکہ ان کے وجود پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں بلکہ صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔

عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی وقیل العنهم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال

سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب فتاوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں قد طعن ابن جوزی فی احادیث الابدال وحکم بوضعها وتعقبه السیوطی بان خبر الابدال صحیح وان شئت قلت متواتر واطال ثم قال مثل هذا بالغ حد التواتر المعنوی بحیث یقطع بصحة وجود الابدال ضرورة (اجابة الغوث ص۲۷۲)

ترجمہ: ابن جوزی نے حسب عادت ابدال کی احادیث کو موضوع کہہ دیا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ ابدال کی احادیث صحیح ہیں بلکہ انہیں متواتر کہا جا سکتا ہے اس کے بعد طویل بحث فرمائی ہے اور ان کو متواتر المعنی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ ابدال کا وجود قطعی طور پر ثابت ہوا۔

يكونون بالشام وهم اربعون رجلاً كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب (رواه احمد مشکوٰۃ ص۵۸۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا تو عرض کی گئی آپ اہل شام پر لعنت بھیجیے۔ آپ نے فرمایا میں کیسے لعنت بھیجوں جب کہ میں نے حضور علیہ السلام سے کہتے سنا۔ فرمایا کہ ابدال شام کے ملک میں ابدال ہوتے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب ان میں کوئی فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض دوسرا مقرر کرتا ہے۔ اُن کے صدقے اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے اور دشمنوں پر فتح دیتا ہے اور ان کے طفیل اہل شام سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ مزید احادیث و دلائل و مسائل و احکام و حکایات فقیر کی کتاب "احکم المقال علی وجود الابدال" کا مطالعہ کیجیے۔

(ف) ابدال کو اسی لئے بھی ابدال کہا جاتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ اس پر علمائے امت کے شواہد اور تصریحات کتاب مذکور میں دیکھیے۔ سردست تین حوالے حاضر ہیں۔

(۱) خاتم المحدثین شیخ الاسلام سیدنا شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں۔

وقيل سميت الابدال ابدالاً لانهم قد يرحلون لمكان ويخلفون فى مكانهم الاول شبحاً آخر شبيهاً بشبحهم الاصلى بدلا عنه

(فتاویٰ حدیثیہ ص۲۳ مطبوعہ مصر)

یعنی بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اولیائے ابدال کو ابدال اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے جب کہیں جاتے ہیں تو اصلی جسم کے بدلے میں وہاں ایک اور جسم چھوڑ جاتے ہیں جو اصلی جسم کے مشابہ ہوتا ہے۔

(۲) قال تاج المحدثین سیدنا الامام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی کتابہ "الحاوی للفتاویٰ" ص ۲۲۰ کی عبارت بھی علامہ ابن حجر کی عبارت کے مطابق ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ،

اسی لیے ابدال کو ابدال کہتے ہیں کہ جب وہ کسی جگہ کوچ کر جاتے ہیں تو اپنی جگہ اپنی شبیہ (صورت مثالی) چھوڑ جاتے ہیں جو اُس کی قائم مقام رہ کر تصرف کرتی ہے۔

(۳) حضرت علامہ ابن العابدین صاحب فتاویٰ شامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

عن العارف ابن العربى قدس سره قال واذا رحل البدل عن موضع ترك بدله فيه حقيقة روحانية تجتمع اليها ارواح اهل ذلك الموطن الذى رحل عنه هذا الولى فان ظهر شوق من اناس ذلك الموطن شديد لهذا الشخص تجلت لهم تلك الحقيقة الروحانية التى تركها بدله فكلمتهم وكلموها وهو غائب عنها

(نقل الشهاب المبنى اجابة الغوث ص۲۶۶ مصری)

ترجمہ: حضرت ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولی کامل جب ایک مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو وہاں اپنی روحانیت حقیقیہ کو چھوڑ جاتے جو وہاں پر اسی جگہ کی ارواح کو ان سے ملنے کا شوق کرتے ہیں تو وہ ارواح وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور اس ولی کی روح سے ہمکلام ہوتے ہیں اگرچہ ولی اس وقت اُن سے غائب ہوتے ہیں۔

سورج کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے کے دلائل

سورج کے متعدد مقامات میں موجود ہونے پر تو کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ ہی کوئی انکار کر سکتا ہے جب کہ اُس کا ایک جسم آسمان پر ہے اور پھر متعدد مقامات پہ مردگان کو مختلف اوقات کے باوجود سب کو عند الغروب نظر آتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عن جابر رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا

ادخل المیت القبر مثلت له الشمس عند غروبها فیجلس یمسح عینیه ویقول دعونی اصلی رواہ ابن ماجہ

(مشکوٰۃ ص ۲۶ باب اثبات عذاب القبر)

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو میت کے لیے سورج کو غروب کا وقت دکھایا جاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔

ف، دن اور رات کی کوئی گھڑی خالی نہیں جس میں بے شمار اموات کو قبر میں داخل کیا جاتا ہو اور انہیں ان کی ہر گھڑی اور ہر علاقہ میں سورج عند الغروب نظر آتا ہے لیکن وہ اپنے اوقات میں بھی موجود ہوتا ہے۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین غربت الشمس اتدری این تذہب ہذہ قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہا تذہب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن فیؤذن لہا ویوشک ان تسجد ولا تقبل منہا وتستاذن فلا یؤذن لہا ویقال لہا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربہا فذلک قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لہا قال مستقرہا العرش متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ۴۷۲

حضور پر نور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج کو ڈوبتے ہوئے ملاحظہ فرما کر فرمایا تمہیں پتہ ہے یہ سورج اب کہاں جائیگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ اب عرش کے نیچے جا کر سجدہ کریگا۔

ف: اس سے سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اور ایسا ماننا اسلام ہے نہ کہ شرک۔

سوال: اس حدیث سے ہی سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہونے کا استدلال کیا جاتا ہے جو ایک سوالیہ صورت میں صاحب روح المعانی اشکال پیدا کرتے ہوئے جو جواب دیتے ہیں وہی ہمارا مطلوب ہے اشکال کی تقریر یوں ہے کہ ہر شب آفتاب کا طلوع موقوف کر کے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ کرنا جیسے اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے ممکن نہیں کہ خلاف مشاہدہ ہے خواہ یوں کہا جائے کہ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے طے کر کے زیر عرش پہنچ کر سجدہ کرتا ہے یا یوں کہیں کہ اپنی جگہ ٹھہر کر سجدہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ امام الحرمین وغیرہ علماء اسلام نے تصریح فرمائی کہ آفتاب کا ایک افق میں غروب دوسرے افق میں طلوع ہوتا ہے اور رات ایک جگہ طویل دوسری جگہ قصیر ہوتی ہے۔ اور خط استوا کے نزدیک لیل و نہار میں قدرے تفاوت ہوتا ہے اور بلاد بلغار میں بعد غروب شفق غائب ہونے سے پہلے فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ یہ مشاہدات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آفتاب کا طلوع موقوف نہیں ہوتا ایک جگہ غروب ہے تو کسی نہ کسی جگہ ضرور طلوع ہوگا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایسا کوئی وقت نہیں جس میں بعد غروب ٹھہر جائے اور کسی طلوع نہ ہو۔ پس آفتاب کا سجدہ مذکورہ خلاف مشاہدہ ہونے کے باعث قبول نہیں۔

جواب، اس اشکال کا جو بیان بالا سے ظاہر ہوا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو مثالی جسم اختیار کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے لہٰذا وہ مثالی جسم سے طلوع و غروب میں رہتا ہے اور اصلی جسم سے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ بجا لاتا ہے۔

نتیجہ، ان احادیث کے ساتھ علماء محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا متعدد مقامات پر موجود ہونے میں کسی قسم کا اشکال نہیں جب کہ انہیں بھی خدا تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور قوت ہے۔ (ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مواقع وہی ہیں ایک جسم متعدد مقامات پہ موجود ہوتا ہے نہ جسم مثالی کے ساتھ بلکہ اصلی جسم کے ساتھ جیسے کہ اس حدیث سے سورج کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بیک وقت زیر عرش بھی ہے اور طلوع و غروب کے مقامات پہ بھی اور ہر کے اصلی ہونے کی دلیل یہی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اتدرون این تذہب

هذا الشمس" اس حدیث میں هذہ اسم اشارہ کا اطلاق محسوس مبصر کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا خیال دفع ہوگیا جو کہتے ہیں کہ سورج کا طلوع و غروب جسم مثالی کی حالت میں ہوتا ہے اور زیر عرش کا استقرار اصلی جسم سے۔

تحقیق عالم مثال

اولیائے کرام کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا عالم مثال کے قبیل سے ہے اور عالم مثال میں ایک شئے کا متعدد شکلوں میں متعدد مقامات میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے اور اس کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ جلال الملۃ والدین خاتم المحدثین سیدنا امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وقد اثبت الصوفیۃ عالماً متوسطاً بین عالم الاجساد و عالم الارواح سموا عالم المثال وقالوا ھو الطف من عالم الاجساد واکثف من عالم الارواح وبنوا علی ذالک تجسد الارواح وظہورھا فی صور مختلفہ من عالم المثال وقد یستانس لذالک بقولہ تعالیٰ " فتمثل لھا بشراً سویاً "

یعنی صوفیائے کرام کے نزدیک ایک عالم مثال ہے جو عالم اجساد و عالم ارواح کے درمیان برزخی حالت رکھتا ہے۔ جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے زیادہ کثیف ہے۔ اُسے عالم مثال سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی عالم مثال کے قواعد سے ہے کہ ارواح مختلف شکلیں اختیار کرکے مختلف مقامات پہ موجود ہوں اس کی ایک دلیل فتمثل لھا بشراً سویاً ہے۔

وکذالک قال شیخ الاسلام سیدنا الامام شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی قدس سرہٗ فی الفتاویٰ حدیثیہ صہ۴۶

[illegible] دیوبندی شیخ حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ اپنی وعظ کی کتاب "دعوات عبدیت صہ۲۶" میں لکھتا ہے،

اور جسم مثالی کی حقیقت یہ ہے کہ سوائے اس عالم ظاہر کے ایک اور عالم ہے کہ صوفیا کو اس کا انکشاف ہوا ہے اور نیز اشارات کتاب وسنت سے بھی اس کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ اس عالم میں تمام اشیاء اور تمام اعمال وافعال کی صورتیں ہیں خواب میں جو کچھ آدمی دیکھتا ہے وہ بھی اسی عالم کی صورتیں دیکھتا ہے۔ مثلاً خواب میں دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ گیا ہوں اور وہاں کوٹھیاں، بنگلے اور بازاروں کی سیر کر رہا ہوں تو یہ سب صورتیں چونکہ عالم مثال میں موجود ہیں اس لئے وہ خواب میں نظر آتی ہیں

عالم مثال کی حکایات:۔ عالم مثال کے متعلق مزید عجائبات ملاحظہ ہوں:

(۱) شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ شریف میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اِنَّ اللہَ خَلَقَ مائۃ الف آدمَ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور عالم امثال کے بعض مشاہدات سے ایک حکایت لائے کہ ایک وقت کعبہ شریف کا طواف کرتے وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ میرے ہمراہ ایک جماعت طواف کر رہی ہے اور میں ان کو نہیں پہچانتا اور طواف کے دوران یہ لوگ عربی کے دو بیت پڑھتے تھے جن میں سے ایک یہ ہے ؂

لقد طفنا کما طفتم سنیناً بھذا البیت طراً اجمعینا

جس طرح تم نے طواف کیا ہم سب نے مل کر کئی برس اس بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب میں نے یہ بیت سنا تو میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ عالم مثال کے ابدال ہیں تو فوراً اُن میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ تمہارے بزرگوں سے ہوں میں نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے فوت ہوئے

چالیس ہزار سال سے زائد عرصہ گذرا ہے۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال پورے نہیں ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا تو کس آدم کی بات کرتا ہے۔ ہاں یہی آدم ہے جو اس سات ہزار سال کے دور آغاز میں پیدا ہوئے۔

(ف) حضرت شیخ الاکبر قدس سرہٗ نے فرمایا اس وقت وہ حدیث شریف مذکورہ میرے دل میں گذری کہ اس بات کی تائید کرتی ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ساتواں مکتوب ۵۸ صہ ۴۲)

(۲) ایک معتبر کتاب کا حوالہ نظر سے گذرا کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا یا امیر المومنین آدم علیہ السلام سے تین ہزار برس پہلے کون تھا آپ نے فرمایا کہ آدم تھا جب تین مرتبہ یہ بات ہوئی تو سائل نے آپ کے سامنے سر جھکایا اور خاموش ہو گیا۔ تب جناب ولایت پناہ رضی اللہ تعالےٰ نے فرمایا،

اگر تیس ہزار مرتبہ پوچھتا رہتا حضرت آدم سے پہلے کون تھا تو میں کہتا رہتا کہ آدم۔ (تاریخ فرشتہ ج ۱ صہ ۵)

(۳) صاحب تاریخ خواجگی نے لکھا ہے کہ،

ایک شخص نے امام برحق جعفر صادق سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے حالات پوچھے تو سائل کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ کس آدم کے حالات پوچھتے ہو؟ اُس آدم کے جو ہمارا جد امجد ہے یا کسی اور کے تو سائل نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اے امام عالی مقام کیا آدم صفی اللہ کے علاوہ اور بھی آدم ہیں آنجناب نے فرمایا کہ صفی اللہ ایک سو ایک واں آدم ہیں اور اُن سے پہلے ایک سو آدم گذرے ہیں۔ (بوادر النوادر ۱۶۰ صہ ۱۵۵)

(۴) تاریخ طبری[1] میں ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں

[1] اس کے مصنف امام محمد بن جریر طبری ہیں جو صاحب تفسیر طبری ہیں جو تیسری صدی کے مجدد ہیں۔ (فتاویٰ حدیثیہ ۱۵۲)

زمین و آسمان کی مدت پیدائش کے متعلق سوال کیا تو آپ کو حکم ہوا کہ فلاں جنگل میں ایک کنوئیں پر جا کر ایک کنکری اس میں ڈالو تو حقیقت حال آپ پر واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے اور کنکری ڈالی تو اس کنوئیں سے آواز آئی کہ کنوئیں پر کون صاحب ہیں تو آپ نے فرمایا میں موسیٰ بن عمران بن یطہر یا آنکہ اپنا سلسلہ نسب حضرت آدم صفی اللہ تک گنا۔ پھر دوبارہ آواز آئی کہ ہر زمانہ میں اسی نام و نسب کا شخص اس کنوئیں پر آیا اور ایک کنکری ڈالی حتیٰ کہ کنواں آدھا پُر ہو گیا۔ (بوادر النوادر ج ۱ صہ ۱۵۵)

استدلال از اقوال ائمہ کرام

(۱) سیدنا جلال الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

وفی الممکن ان یخص اللہ تعالیٰ بعض عبادہ فی حال الحیوٰۃ بخاصیۃ لنفسہ الملکیۃ القدسیۃ وقوۃ لہا یقدر بہا علی التصرف فی بدن آخر غیر بدنہا المعہود مع استمرار تصرفہا فی الاول،

ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کسی خاص بندے کو بوجہ اس کے نفس ملکیہ قدسیہ اور خداداد قدرت کے یُن دے کہ اپنے بدن حقیقی میں دائمی تصرف کے علاوہ دوسرے بدن میں متصرف و قادر ہو۔

(۲) وکذالک قال العلامہ ابن حجر ہیتمی مکی قدس سرہ فی الفتاویٰ حدیثیہ صہ ۴۶۔

(۳) امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے صہ ۵۵ میں فرماتے ہیں۔

ہر گاہ جنازا بہ تقدیر اللہ سبحانہٗ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ باعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح اکمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج بہ بدن دیگر ازیں قبیل است۔ آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در

ساعت در اماکن متعددہ حاضر می گردند و افعال متباینہ بوقوع می آرند۔ این جا نیز لطائف اشکال متجسد باجساد مختلفہ و متشکل متباینہ می گردند و ہم چناں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از آں دیار نہ برآمدہ است۔ جمعے از حضرت من مکہ می آیند و می گویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چناں و چنیں درمیان ما و آں عزیز گذشت و جمعے دیگر نقل می کنند کہ ما او را در روم دیدہ ایم و جمعے در بغداد دیدہ اند ایں ہمہ تشکل آں عزیز است باشکال مختلفہ و ایں شکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آنحضور علیہ الصلوٰۃ بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہا می نمایند ایں ہمہ تشکل صاف و لطائف اوست علیہ و علی آلہ و الصلوٰۃ والسلام بصورتہائے مثالی و ہم چنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہائے نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔

ترجمہ: جب جنات کو یہ طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلیں اختیار کر کے عجیب و غریب ظاہر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو یہ امور حاصل ہوں تو محل تعجب کیوں۔ ان کا دوسرے جسم میں تصرف کرنا اسی قبیل سے ہے جو وہ منقول ہے کہ اولیاء اللہ ایک گھڑی میں متعدد مقامات پہ حاضر ہو کر لطائف و ظرائف دکھاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں ہوتے ہیں وہ اسی تصرف باطنی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہندوستان میں رہتے ہوئے اپنے عزیزوں کے ہاں بھی ہیں اور حرم مکہ میں طواف کرتے ہوئے بھی دیکھے جاتے ہیں۔ دوسرے لوگ اسی وقت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت روم میں دیکھا۔ دوسرے کہتے ہیں اس گھڑی ہم نے انہیں بغداد میں دیکھا۔ یہ انہی بزرگ کی واقعی وہی صورت ہے جو انہوں نے مختلف شکلیں اختیار کر کے تصرف کیا اور متعدد مقامات پہ موجود ہوئے۔ یہ شکل کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہے اور کبھی عالم مثال میں۔ چنانچہ ایک رات میں ہزاروں سعادت مند

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں یہ اسی صورت مبارکہ کے لطائف سے ہے۔ اسی طرح مریدین اپنے مشائخ کی صور مثالیہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور حل مشکلات کراتے ہیں۔

(۴) شیخ المحققین سیدنا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آوردہ اند کہ شیخ علاء الدین قونوی میگوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزلہ ملائکہ است بلکہ افضل ایشاں ہم چنانکہ ملائکہ متمثل مے شوند در صور مختلفہ کذالک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند و ممکن است کہ ایں تصرف مر بعض خواص عباد را در حالت حیات نیز دست دہد و روح واحد در ابدان متعددہ غیر بدن معہود متفرقہ گردد۔ (جذب القلوب)

ترجمہ: اولیاء کرام کا متعدد مقامات پر ہونا بعید نہیں کیونکہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد وصال بمنزلہ ملائکہ کے ہوتی ہیں بلکہ ان سے بھی افضل۔ جیسے ملائکہ مختلف شکلوں میں آسکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام اور عالم دنیا کی حیات میں بھی بعض حضرات کو اس کا تصرف حاصل ہوتا ہے کہ ایک ہی روح متعدد ابدان میں جو معہود بدن کا غیر ہے تصرف کرے۔

(۵) شیخ المشائخ سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ فریدالدین جونپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ شیخ حسین جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارے فرائض جس میں نماز بھی ہے کے تارک ہیں باوجودیکہ زبردست عالم ہیں تو شیخ موصوف نے فرمایا: ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نماز وغیرہ نہیں پڑھتے۔ وہ ایک مرد شہسوار ہیں۔ ہاں ان کا طریقہ قلندریہ ہے۔ عزیز من! قلندریہ کا بظاہر فرائض ترک کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے کہ بہ سبب تجسد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک وقت چند جگہ ظاہر ہولہ پس

پس اگر کبھی کسی مقام میں ترک فرائض اُن سے معلوم ہوں تو انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت میں ترک فرائض اُن سے معلوم ہوں تو انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت میں کسی دوسرے مقام میں دوسرے جسد سے فرائض ادا کر لیتے ہوں یا اس وجہ سے کہ ان کی عقل جس پر کہ مکلف ہونے کا دار ومدار ہے اُختل واقع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر بعضے امور اُن سے عقل اور ہوشیاری نظر آتے ہیں مگر چونکہ عقل اُن کے اندر اس قدر نہیں کہ جس کی وجہ سے مکلف ہوں۔ اس وجہ سے غیر مکلف ہوتے ہیں (کذا فی لطائف قدوسی لطیفہ ۲۹ واقعہ ۵۷ مطبوعہ مصر)

(٦) حضرت مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الولی اذا تحقق ولایۃ تمکن من التصور فی روحانیۃ ویعطی من القدرۃ التصویر فی صور عدیدۃ ولیس ذالک بمحال والمتعدد ھو الصورۃ الروحانیۃ وقد اشتھر ذالک عند العارفین باللہ

(الحاوی للفتاوی صـ۳۴۰ ج۱)

ترجمہ: ولی کی جب ولایت متحقق ہو جاتی ہے تو اُسے اپنی روحانیت کے ذریعہ متعدد صورتوں اور مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت دی جاتی ہے اور یہ بات محال بھی نہیں کیونکہ متعدد ہونے والی صورت صورت روحانی ہوتی ہے اور یہ مسئلہ عارفین باللہ کے ہاں مشہور ومعروف ہے۔

(٧) حضرت علامہ موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت الشیخ السبکی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الکرامات انواع الثانی والعشرون التطور باطوار مختلفہ وھذا الذی تسمیہ الصوفیۃ بعالم المثال وبنوا علیہ تجسد الارواح وظھورھا فی صور مختلفۃ من عالم المثال (الحاوی للفتاوی صـ۳۴۲ ج۲)

ترجمہ: ابن السبکی طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ کرامات کئی قسم ہے یہاں تک کہ اس کی بائیسویں قسم یہ ہے کہ ولی اللہ مختلف اطوار میں بدلتا رہتا ہے۔ اُسی کو صوفیا کرام عالم مثال کہتے ہیں۔ اس پر اُن کے قاعدہ کی بنا ہے کہ عالم ارواح مختلف اجسام میں اگر عالم مثال میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کلیہ کی دلیل باریتعالیٰ کا قول فتمثل لہا بشراً سویاً ہے۔

(ف) اسی میں قضیب البان کا قصہ ہے جسے فقیر نے قضیب البان کے بیان میں لکھا ہے آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ف: یہاں پر ابن السبکی نے قضیب البان کا واقعہ بھی لکھا ان کے علاوہ اور قصے بھی بیان فرمائے جو آگے چل کر کچھ بیان کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(٩) سیدنا ابو العباس سید احمد بدوی الشریف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الدنیا کلہا خطوۃ عند اولیاء اللہ

یعنی دنیا ساری کی ساری اولیاء اللہ کے نزدیک ایک قدم ہے۔

(طبقات کبریٰ للشعرانی صـ۱۶۳ ج۱ مطبوعہ مصر)

(١٠) امام احمد ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الطی الاصغر لعامۃ ھذہ الطائفۃ ان تطوی لھم الارض من مشرقہا الی مغربہا فی نفس واحدۃ (کتاب مذکور صـ۱۲ ج۲)

یعنی طی اصغر عامہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے وہ یہ کہ زمین مشرق سے مغرب تک ایک سانس میں ان کو طے کرا دی جاتی ہے۔

(١١) حضرت سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی اپنی کتاب مستطاب سبع سنابل شریف میں یہی مسئلہ بنہایت احسن طریقہ سے سمجھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر آئینہ را مقابل آسمان بداری عکس آسمان وعکس آفتاب کہ بر چہارم آسمان است

دراں صفا پیدا آید واگر آسمان حائل نباشد جملہ علویات وسفلیات دروے متجلی شود و تو در جملہ امکنہ حاضر باشی۔

ترجمہ: یعنے اگر آئینہ کو آسمان کے مقابل رکھو تو آسمان کا عکس اور آفتاب کا عکس (جو چوتھے آسمان پر ہے) دونوں اُس میں آجائیں گے اور اگر آسمان حائل نہ ہو تو جملہ علویات وسفلیات کا عکس اس میں آجائے۔ اسی طرح تمہارا آئینہ دل اگر روشن ہو جائے تو جملہ علویات وسفلیات اس میں جلوہ گر ہو جائیں اور تم سب مکانوں میں حاضر ہو جاؤ۔

ف: یہ کتاب سبع سنابل شریف کا حوالہ ہے جو بشہادت عارف باللہ سیدنا شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ بارگاہ رسالت میں مقبول ہو چکی ہے اور دربار دُربار با جملہ خویشاں وُلیناً سے اُسپر مہر تصدیق ثبت کردی گئی ہے۔

(۱۱) اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولٰنا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ سے عرض کیا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت سکتے ہیں؟ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات شریف صہ ۱۱۴)

لطیفہ: بعض دیوبندی جمہور اہلسنت کی تحقیق سے آنکھ چرا کر کبھی کبھی اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مأتہ حاضرہ مؤید ملتِ طاہرہ شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ پر خوب برستے ہیں جب کہ انہیں کسی عبارت سے محسوس ہو گیا اس طرح اعلیٰحضرت قدس سرہ کی مذکورہ عبارت پر بعض جاہل یا متجاہل دیوبندی خوب برستے ہیں۔

دیوبندیوں کا جاہلانہ انداز: چنانچہ پروفیسر کریم بخش مظفر گڑھی نے چہل مسئلہ حضرات بریلویہ جیسے سرفراز گکھڑوی نے بڑی آن بان سے شائع کیا ہے میں عبارت مذکورہ لکھ کر فساد کی آگ لگا کر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو یوں ہدف

ملامت بناتا ہے کہ:

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات دے کر لوگوں (اولیاء اللہ) کو بھی حق تعالیٰ کا شریک مانتا ہے۔ چنانچہ اس جواب دیعنے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت کے جواب سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ولی ہزاروں جگہ حاضر ہو جاتا ہے۔ (چہل مسئلہ صہ ۱۱)

بھلا بتایئے اس میں اعلےحضرت قدس سرہ کا کیا قصور ہے جب اس طرح تمام علمائے امت اور صلحائے ملت اعلیٰحضرت سے پہلے اس سے بھی کچھ زائد لکھ گئے ہیں۔ لیکن ایسے دیوبندیوں کی خیانت پہ حیرانی ہوتی ہے کہ اپنے عوام کو بہکانے کے غلط طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ اسی طرح کی کئی خیانتیں اور جھوٹ پروفیسر مذکور نے تحریر کئے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کا بہترین رد بھی لکھا جا چکا ہے جے فاضل جلیل مولٰنا ابو الفیض محمد عبد الکریم صاحب ابدالوی چشتی رضوی خانقاہ ڈوگراں نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کا نام ہے "دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں"

الجواب: گکھڑوی کے پروفیسر صاحب اور ان جیسے جاہل دیوبندیوں وہابیوں کی توحید بھی عجیب ہے کہ کسی کو ہزاروں جگہ حاضر وناظر ماننا خدا تعالیٰ کا شریک بنا دینا ہے۔ اب اس عقیدہ غلیظہ کو سامنے رکھ کر فقیر کے دلائل اور پھر اُن کے اکابر کے حوالجات پر غور کیجیے۔ اس کے بعد ایسے جاہلوں کی غلط روی پر خوب ہنسیئے۔

(۱۱) سیدنا ابو المواہب امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

ومنها شهود الجسم الواحد في مكانين في آن واحد كما رأى محمد صلى الله عليه وسلم نفسه في اشخاص بني آدم السعداء الموحدين اجتمع به في السماء الاولى كما ... الخ (الیواقیت صہ ۳۶ ج ۲)

ان میں سے بعض یہ بھی ہے کہ ایک جسم کا آن واحد میں دو مکانوں میں موجود ہونا جیسے حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو بنی آدم کے سعادتمند لوگوں میں دیکھنا جب کہ آپ کو اولے آسمان میں ملے۔ الخ

اور انسانی روحیں جب مقدس ہو جاتی ہیں تو کبھی اپنے بدنوں سے الگ ہو کر اُن ہی بدنوں کی صورتوں یا دوسری شکلوں میں ظاہر ہو کر جبریل علیہ السلام کی طرح جیسا کہ دحیہ کلبی یا بعض اعراب کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تشریف لے جاتے ہیں اور ان کا اپنے بدنوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق باقی رہتا ہے اور وہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے بدنوں سے ان روحوں کے کام صادر ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض اولیاء قدست اسرارہم کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں اور یہ بات صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کی روحیں قوت تجرد اور انتہائے تقدس میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اس وجہ سے وہ روحیں متمثل ہو کر کسی جگہ وارد ہوتی ہیں حالانکہ ان کا اصلی بدن دوسرے مقام پر ہوتا ہے۔

(۱۴) یہی علامہ موصوف اسی روح المعانی میں اسی مقام پر تھوڑا سا کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وهذا امر مقرر عند السادة الصوفية مشهور فيما بينهم وهو غير طي المسافة وانكار من ينكر كلا منهما عليهم مكابرة لا تصدر الا عن جاهل او معاند وقد عجب العلامة التفتازانی من بعض فقهاء اهل السنة كابن مقاتل حيث حكم بالكفر على معتقد ما روى عن ابراهيم بن ادهم قدس سره انهم رأوه بالبصرة يوم التروية ورؤي ذالك اليوم بمكة مبينا انه زعم ان ذالك من جنس المعجزات الكبار وهو مما لا يثبت كرامة لولي وانت تعلم ان المعتمد عندنا

اس کی تفصیلی گفتگو بحث معراج میں بیان ہو چکی ہے۔

(۱۲) یہی امام ممدوح الصدر اسی کتاب مذکور میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ثم ان المعترض ينكر على الاولياء مثل هذا في تطورهم وقد كان قضيب البان يتطور فيما شاء من الصور في اماكن متعددة وكل صورة خوطب فيها اجاب ان الله على كل شیء قدير،

وہ منکر جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ متعدد مقامات پہ بیک وقت کیسے پہنچ سکتے ہیں حالانکہ حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں میں مختلف مقامات پہ جہاں چاہتے تشریف لے جاتے اور صورت و شکل میں جواب عنایت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام قدرتیں حاصل ہیں۔

(۱۳) حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والنفس الناطقة الانسانية اذا كانت قدسية قد تنسلخ من الابدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور ابدانها او بصور اخرى كما يتمثل جبرئيل عليه السلام ويظهر بصورة دحية او بصورة بعض الاعراب كما جاء في صحيح الاخبار حيث يشاء الله عز وجل مع بقاء نوع تعلق لها بالابدان الاصلية يتاتى مع صدور الافعال منها كما يحكى عن بعض الاولياء قدست اسرارهم انهم يرون في وقت واحد في عدة مواضع وغاية تقدسها فتتمثل وتظهر في موضع وبدنها الاصلي في موضع آخر لا تقل دارها شرقي نجد للعامرية دار (روح المعانی صد ۲۷ ج ۱۳)

جواز ثبوت الكرامة للولي مطلقا الا فيما يثبت بالدليل عدم
امكانه كالاتيان بسورة من احدى سورة القرآن وقد
اثبت غير واحد تمثل النفس وتطورها النبيا صلى الله عليه
آله وسلم بعد الوفاة وادعى انه عليه الصلوة والسلام قد يرى
في عدة مواضع في وقت واحدة مع كونه في قبره الشريف
يصلي وقد تقدم الكلام مستوفى في ذالك

ترجمہ: اور یہ امر سادات صوفیہ کے نزدیک ثابت شدہ اور ان کے درمیان مشہور ہے اور وہ طے مسافت کے علاوہ ہے اور جو شخص ان دونوں کمالات (طے مسافت اور بیک وقت مقامات متعددہ میں موجود ہونے) کا منکر ہے۔ اس کا انکار مکابرہ ہے جو سوائے جاہل یا معاند کے کسی سے صادر نہیں ہو سکتا اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے ابن مقاتل جیسے بعض فقہاء اہل سنت پر سخت تعجب کا اظہار کیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ انہوں نے ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جو ابراہیم بن ادھم قدس سرہٗ کے متعلق اس روایت کا معتقد ہے کہ لوگوں نے انہیں ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو بصرہ میں دیکھا اور وہ اسی دن مکہ میں بھی دیکھے گئے اور ان کے حکم کفر کا مدار اس امر پر ہے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا انبیاء علیہم السلام کے بڑے معجزات میں سے ہے اور ان امور میں سے ہے جو ولی کے لئے بطور کرامت ثابت نہیں ہو سکتے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک معتبر مسلک یہ ہے کہ نبی کا معجزہ ولی کے لئے بطور کرامت ثابت ہو سکتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سوائے اس معجزہ کے جس کا صدور ولی کے حق میں ناممکن ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے۔ جس طرح قرآن مجید کی سورتوں

میں سے کسی سورت کی مثل لے آنا۔ اس کے سوا باقی تمام معجزات خواہ وہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں اولیاء اللہ کے لئے بطور کرامت ان کا صدور وظہور ہو سکتا ہے اور بکثرت علماء محققین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وفات شریف کے بعد آپ کی روح مقدس کے متمثل ہو کر ظہور فرمانے کو ثابت کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ایک ہی وقت میں بہت سی جگہوں میں دیکھے جاتے ہیں حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں اور اس مسئلہ میں اس سے پہلے نہایت تفصیلی کلام گذر چکا ہے۔

ص۱۵ علامہ موصوف چند سطریں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ

ولیس ذالك مما ادعی الحكيمون استحالة من شغل النفس
الواحدة اكثر من بدن واحد بل هو امر وراءه كما لا يخفى
من نور الله تعالى بصيرته

ساتھ ہی یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ بیک وقت متعدد مقامات میں ان مقدس حضرات کا موجود ہونا اس قبیل سے نہیں ہے جس کے محال ہونے کا فلسفیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایک روح کا شغل ایک بدن سے زائد بدنوں کے ساتھ ناممکن ہے ان حضرات کا یہ کمال فلاسفہ کی محال قرار دی ہوئی صورت کے علاوہ اور اس سے بہت بلند ہے جیسے کہ یہ حقیقت ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کی بصیرت کو اللہ تعالے

اکابر دیوبند کے اقوال سے استدلال

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو دیوبندیوں کے تمام اکابر واصاغر کے مسلم مقتدا ہیں فیصلہ ہفت مسئلہ ص پر لکھتے ہیں۔

"رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما

ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ
سے ثابت ہے اس کے سامنے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ
کی قدرت تو محل کلام نہیں

۲۔ دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نوادر النوادر ص ۳۹۸ میں شیخ
عین جونپوری کا ایک واقعہ نقل کر کے لکھتا ہے کہ:

"حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُن کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے
کہ بسبب تجرد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک مقام میں چند جگہ ظاہر
ہوں۔"

۳۔ تھانوی مذکور "نشر الطیب" کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ
"بنا بر قواعد تصوف یہ ممکن ہے کہ جسم عنصری ملکوت میں پہنچ کر اور جسم مثالی
ناسوت میں رہا ہو۔"

ف، تھانوی کا اس عبارت سے منشا یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات زمین پر بھی رہے
اور عالم ملکوت پر بھی تشریف لے گئے دونوں جگہ حاضر رہے ایک جگہ جسم عنصری سے اور دوسری جگہ جسم
مثالی سے۔

یہی بات تو ہم کہتے ہیں لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا وہ حق وباطل کی تمیز نہیں کرنے
دیتا۔ وہی بات ہم کہیں تو شرک اگر وہ کہیں تو عین اسلام (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عقلی دلیل

اولیاء کرام اور انبیاء عظام علی نبینا وعلیہم السلام بہت اونچے مراتب کے مالک ہیں لیکن
جنات تو ایک معمولی مخلوق ہے جن کے وجود کا اسلام کا عاشق انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ صرف

ان کے وجود کا اقرار ہے بلکہ ہمارے مخالفین کو یہ بھی اعتراف ہے کہ وہ بیک وقت متعدد[1] مقامات میں موجود
ہوتے ہیں۔

جب جنات کے لئے نہ صرف ممکن بلکہ ایک حقیقت ہے تو پھر انبیاء عظام اور اولیاء کرام
کے لئے کیوں ضد ہے۔

سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

واذا جاء فی الجن ان یتشکلوا
فی صور مختلفۃ فالانبیاء
والاولیاء اولیٰ بذلک

یعنی جب جنات مختلف شکلوں میں
متشکل ہونے کی قدرت رکھتے ہیں تو
پھر انبیاء واولیاء اس قدرت کے
زیادہ لائق ہیں۔

اور یہ مسلمات میں سے ہے کہ جنات کی یہ طاقت سادات اولیاء کرام وانبیاء عظام علی نبینا

---

[1] متعدد کیا اربوں سنکھوں مقامات ہیں۔ دیکھئے قرآن پاک گواہ ہے کہ شیطان لوگوں کے سینوں
میں وسوسے ڈالتا ہے اور اُس کے حملوں سے اللہ کے مخلص بندے ہی بفضلہ تعالیٰ بچے رہتے
ہیں اور دوسرے بیچارے اس دیو راہ مارسے بچنے کے لئے خواہ کتنے بند باندھیں مگر وہ دیو بند نہیں
ہوتا اس لئے ضروری ہوا کہ کسی اللہ والے نے اس دیو کے لئے بند بندھوایا جائے اور ان کو ہی ولی
کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ اولیاء اللہ کی ہی تنقیص ہوتی ہے تو دیو کیسے بند ہو اگر
صحیح صحیح دیوبندی بننا چاہو تو پہلے کسی اللہ کے بندے کے بندے بنو بقول مولانا روم رحمتہ اللہ
علیہ ؏

پیش مرد کاملے پامال شو
ورنہ تنقیص سے گھاٹا ہی گھاٹا ہے نفع قطعاً نہیں۔

وعلیہم السلام کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیونکہ جنات کی طاقت فطری ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ	بیشک شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتے ہیں لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

گویا یہ ان کا کمال نہیں بلکہ فطرت ہے اور انبیاء عظام اور اولیاء کرام کو یہ طاقت بطور معجزہ وکرامت کے حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ طاقت انہیں خصوصی طور پر ایک کمال ومرتبہ پر فائز المرام ہونے کی وجہ سے نصیب ہوئی فلہٰذا جنات کے لئے تو عقل مانتی ہے کہ وہ واقعی ایک آن میں متعدد مقامات پر موجود ہوں لیکن انسان کے لئے عقل باور نہیں کرتی ہاں بطور کرامت ومعجزہ ماننا عین اسلام ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ گاہے گاہے تو انبیاء واولیاء کے لئے مانا جا سکتا ہے ہر وقت کی قید ہمیں مشکل نظر آتی ہے اب اس غلط خیالی کا بھی قلع قمع ہوگیا کہ جب جنات میں یہ قوت وطاقت بوجہ فطری اور پیدائشی اور دائمی[1] ہے تو پھر ولایت ونبوت کے بزرگوں کو جو کمالیت حاصل ہے

---

[1] اسی فاسد عقیدہ کے ایک نام نہاد مولوی کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ یہ تو وقتی طور پر ہوتا اور وہ بھی تجلیات خاصہ کے اثر سے چنانچہ دلیل کے طور پر یہ شعر بار بار پڑھ رہا تھا ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم   گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

میں نے اُسے کہا کہ تم تو اس عقیدہ کو ہی شرک کہا کرتے ہو تو بر طارم اعلیٰ فرمانے والے بزرگ کیا (معاذ اللہ) اُس وقت شرک میں مبتلا ہوتے ہیں شرک تو وہ نجاست ہے جس کی ایک سیکنڈ تو کیا ایک لمحہ کی بھی اجازت نہیں بھلی تو وہ ملا گھبرا کر کہنے لگا تو بہ تو بہ یہ کیسے ہو سکتا (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ)

اس کو دائمی ماننے میں کونسا خطرہ ہے ایک پیدائشی طاقت وقوت سے تو شرک کا خطرہ نہیں لیکن ولایت ونبوت کے عطیہ پر اس طاقت کا قوت کا ہونا کیسے شرک ہوگیا اس سے تو اُلٹا عقیدہ کی گندگی کا ظہور پورے طور پر نمایاں ہوگیا۔ نبوت کا کمال ہمارے لئے ماننا فرض ہے لیکن جنات کی قوت وطاقت کا ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل معاملہ بالکل برعکس ہوگیا کہ جنات کی قوت وطاقت بیان کی جائے تو لوگ سر دھنتے ہیں لیکن انبیاء واولیاء کا کمال بیان ہو تو شرک کی مشین کو حرکت آجاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۹) ہے ہم تو کہتے ہیں کہ یہ تجلیات ربانی کا اثر ہے میں نے کہا مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تجلیات کے اثر سے شرک شرک ہی رہتا ہے یا کہ عین اسلام بن جاتا ہے اگر شرک شرک ہی رہتا ہے تو اس کی اجازت کیوں مل گئی اور اگر عین اسلام ہے تو شرک کہنے سے توبہ کرو اور رہا یہ سوال کہ وہ کمال وقتی ہوتا ہے یا دائمی تو اس کا جواب دوسرے نمبر پر دیا جائیگا پہلے یہ تو فیصلہ بتاؤ کہ کیا وہ شرک ہوتا ہے یا کمال نبوت وولایت۔ اس بیچارے کو مجبوراً کہنا پڑا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہو اُسے شرک نہیں کہہ سکتے ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ یہ چیز عوام میں نہیں۔ میں نے کہا عوام خواص کی بحث تو الگ رہی یہ تو مانا کہ یہ کمال عین اسلام ہے شرک نہیں۔ اس بیچارے کو پھر سے ربا دل نخواستہ ماننا پڑا کہ شرک نہیں۔

تو پھر میں نے عرض کی کہ سنو بھائی وہ جو میں نے فرمایا کہ "گہے بر پشت پائے خود نہ بینم" اس کا مطلب یہ ہے کہ فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچنے سے اُن کو اس وجود عنصری کی عادتاً توجہ نہیں ہوتی اور کراماتاً ہوتی ہے اور یہ محویت تامہ کا نتیجہ ہے نہ کہ اُن سے اُس وقت (معاذ اللہ) قوت پرواز سلب ہوتی ہے قوت پرواز تو اسی طرح قائم ودائم ہوتی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

خرد کا نام رکھ دیا جنوں الخ

علاوہ ازیں رُوح جس کی وجہ سے انبیاء واولیاء کو متعدد مقامات پر موجود مانا جاتا ہے انہیں ملکی طاقت ہوتی ہے جس کا ظہور بوقت خواب ہوتا ہے جب کہ جسم ایک مقام پہ ہے لیکن رُوح اس جسم میں ہونے کے باوجود متعدد مقامات کی سیر کر رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں جب رُوح کی پرواز ہوگی تو وہ بیک وقت جسم سے متعلق ہوگی اور علیین یا سجین میں بھی جس کی تفصیل روح کی بحث میں ہے

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب عام روح کو ملکوتی قوت وطاقت میسر ہے اس کے بالمقابل جنی طاقت کیا وقعت رکھتی ہے اور پھر ولایت و نبوت کی روحانیت کا اندازہ خود لگالیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مخالفین (دیوبندی، وہابی، مودودی، احراری وغیرہم) ایک جن کے لئے تو یوں مانتے ہیں کہ

"جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا ایک طلب گار مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں اور دونوں بیک وقت اسی معین جن کی حاضری چاہتے ہیں تو وہ جن بیک وقت ان دونوں کے پاس موجود ہوگا اور یہ طاقت اُسے ہر وقت حاصل ہے۔"

ایسے قول پر ہمارے مخالفین کی زبان اور قلم کو جنبش نہیں آئے گی بلکہ کہیں گے ہذا الجواب صحیح والمجیب نجیح۔

لیکن اگر یہی بات، نبی یا ولی (علیہ السلام و علیہ رحمت) کے لئے کہہ دی جائے تو ان کا قلم گن مشین کی طرح شرک کے گولے برسانے لگتا ہے خواہ ان کی زد میں ان کے اپنے اکابر بھی کیوں نہ آجائیں اور زبان کی جنبش تو شرک گردانتے میں تسبیح کا دانہ بن جائے گی فیا للعجب

اب اگلے باب میں جو حکایات پیش کی جارہی ہیں اُن کو پڑھ کر تمام ناظرین حضرات خود فیصلہ

کریں کہ اُن کے بقول کون کون بزرگ شرک کی قید میں آتے ہیں اور کون کون حضرات شرک سے بچ رہے ہیں۔

براہ انصاف تمام مذکورہ بالا صاحبان کو فیصلہ خود ہی کرنا ہوگا (فقیر اویسی غفرلہٗ)

حکایات

حکایت ۱: حضرت قضیب البان الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ (آپ ابدال میں سے تھے) آپ کو بعض نے جنہوں نے آپ کو نماز پڑھتے نہ دیکھا تھا تارک الصلوٰۃ ہونے کی تہمت لگائی۔ آپ اسی وقت چند صورتوں میں متشکل ہوکر فرمانے لگے،

فی ای هذه الصور رأیتنی ما أصلی	تو نے مجھے ان صورتوں میں سے کون سی صورت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ (الحاوی للفتاوی ص ۳۳۸ ج ۱)

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حکایت مذکور لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

ولهم حکایات کثیرة مبنیة علی هذه القاعدة وهی من امهات القواعد عندهم (واللہ اعلم)	اس کے علاوہ اور بہت سی حکایتیں ہیں جن کی بناء اسی قاعدہ پر ہے اور یہ قاعدہ ان کے ہاں امہات القواعد کا حکم رکھتا ہے۔

وہ قاعدہ یہی ہے کہ ولی کامل متعدد صورتوں میں متشکل ہونے پر قدرت رکھتا ہے۔

حکایت ۲: حضرت شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات کبریٰ (کتاب) میں فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوالعباس الملثم رحمہ اللہ کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوئے

آپ باتیں سنا رہے تھے آپ کی باتیں نہایت لذیذ تھیں۔ ہم باتیں سن رہے تھے۔ آپ کا غلام نہیں
وضو کرا رہا تھا آپ نے فرمایا اے مبارک کہاں جاتے ہو۔ عرض کی جامع مسجد میں آپ نے فرمایا جماعت
ہوگئی میں بھی جماعت میں شامل ہوا تھا۔ غلام جامع مسجد گیا واپس لوٹ کر کہنے لگا کہ لوگ نماز سے
فارغ ہو کر واپس آرہے ہیں۔ واپس آکر اپنے شیخ سے ماجرا پوچھا آپ نے فرمایا اُعطیت التبدل
یعنی مجھے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت عطا کی گئی ہے (الحاوی للفتاوی ص ۲۳۸ ج ۱)

(ف ۱) شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں طبقات کبریٰ میں حضرت ابو العباس الملثم
کے حالات کے بارے میں کہ وہ صاحب الکرامات والاحوال تھے اُن کے خصوصی صحبت یافتہ اُن
کے شاگرد حضرت شیخ صالح عبد الغفار بن نوح صاحب کتاب "الوحید فی علم التوحید" نے اپنی
اس کتاب میں اپنے شیخ کی بہت کرامتیں لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہی ہے جو مذکور ہوئی۔

(ف ۲) ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب حکایات کا فرمان کہ میں نے نماز پڑھ لی
یعنی صفات بدلیت میں سے ہے کیونکہ وہ خود تو ایک مکان میں ہوتے ہیں لیکن اُن کی صورتِ
مثالی دوسری جگہ ہوتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اس صفت بدلیت کو کشف صوری حاصل ہوتا
ہے جس سے حائل شدہ دیواریں ہٹ جاتی ہیں پھر وہ جہاں چاہیں چل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(کتاب مذکور)

حکایت ۳: حضرت صفی الدین بن ابی منصور رحمہ اللہ تعالے اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں
کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنے شہر میں ایک واقعہ پیش ہوا وہ اس طرح کہ ایک شخص نے
کہا کہ شیخ مفرج کو میں نے عرفہ کے دن حج کرتا ہوا دیکھا دوسرے نے کہا غلط ہو تو زن طلاق
یعنی جب شخص نے کہا شیخ نے حج پڑھا ہے اگر میں نے شیخ کو عرفہ میں نہ دیکھا تو میری عورت
کو طلاق۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ماجرا سنکر فرمایا جاؤ
کسی کی عورت کو طلاق نہیں تم دونوں سچے ہو میں نے شیخ سے پوچھا یہ کیا راز ہے آخر ایک

کو ان میں سے ضرور حانث ہونا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے ہاں بہت لوگ موجود تھے۔ شیخ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک یہ راز ہے جو ہمیں عطا ہوا سب کو آپ نے بات سمجھائی
میں نے کہا مجھے اس کی وضاحت معلوم ہوگئی آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کی وضاحت کر دو۔ میں نے کہا
جب[1] ولی کو ولایت عطا ہوتی ہے تو اُسے متعدد صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت حاصل ہو جاتی
ہے وہ اپنی روحانیت کے ذریعے متعدد جہات میں بیک وقت ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اُسے ایسے طور
بدلنا اور مختلف صورتوں میں متشکل ہونا ان کے اپنے ارادہ مطابق قدرت دی جاتی ہے۔ پس وہ
صورت جو عرفہ میں ظاہر ہوئی وہ بھی حق ہے بنابریں ہر ایک دیکھنے والا اپنی قسم میں سچا ہے۔
جب میں نے اس تقریر کو ختم کیا تو شیخ نے فرمایا (ھذا ھو الصحیح) یہی
بات صحیح ہے۔

سوال: امام یافعی نے اس واقعہ کو کفایہ میں بیان کرکے فرمایا:

"اگر کوئی سوال کرے کہ یہ بات مشکل ہے نہ ہی فقیہہ ماننے کو تیار ہے اور نہ عقل
تسلیم کرتی ہے بنابریں دونوں کا حانث نہ ہونا شرعاً نا جائز ہے کیونکہ ایک
شخص کا دو مکانوں میں بیک وقت موجود ہونا عقلاً محال ہے"۔

جواب: شیخ صفی الدین جن کا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہیں کہ یہ بات محال نہیں ہے کیونکہ یہ حالت
روحانیہ صورتوں میں متعدد ہونے کی ہے اور نہ کہ ایک ہی صورت کا متعدد مقامات میں موجود ہونا
جو مستلزم محال ہے۔

---

[1] گویا ایک ڈگری ہے جو بھی پاس کرے پھر جہاں چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے کرے
لیکن وہابیہ دیوبندیہ نہ تو خود یہ ڈگری حاصل کر سکے اور نہ حاصل کرنے والوں کے قائل پورے
کم فہم واقع ہوئے ہیں کہ اولیاء کرام کے مقامات سے بے خبر ہیں۔ اویسی غفرلہ

سوال ؛ وہی اشکال تو باقی ہے کہ ایک شخص متعدد شکلوں میں کس طرح موجود ہو سکتا ہے۔

جواب ؛ ایک شخص کا متعدد شکلوں میں متشکل ہونا کئی بار وقوع پذیر ہوا اور مشاہدہ میں آچکا ہے اس کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ عقل نہ بھی مانے کیونکہ یہ مسئلہ تو ہر مذہب کے فقہا اور متکلمین کے نزدیک مانا جاچکا ہے کہ

" ان الکعبۃ المعظمۃ شوھدت تطوف بجماعۃ من الاولیاء فی اوقات غیر مکانہا "

" کعبہ معظمہ کو مختلف مقامات میں اپنے مکان سے ہٹ کر بار ہا اولیاء کرام کا طواف کرتے دیکھا گیا ہے۔"

" ومعلوما انہا فی مکانہم لم تفارقہ فی تلک الاوقات "

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں اوقات میں وہ کعبہ اپنے اصلی مکان سے جدا نہ ہوتا تھا۔

منجملہ ان کے ایک واقعہ حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے جو کہ ہم کو اکابر سے پہنچا ہے وہ فرماتے ہیں کہ :

" اتنا کوئی کمال نہیں بلکہ کمال اس میں ہے کہ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ اور ایک دوسرے کی زیارت کا شوق رکھتے ہوں۔ اب وہ ایک دوسرے کو ملتے بھی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو بھی کرتے ہیں واپس آکر اپنے مکان میں پہنچتے ہیں لیکن لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صاحبان اپنے مکان سے کہیں اور جگہ نہیں گئے۔"

کذا فی الحاوی للفتاوی ص

ے وکذا فی رد المحتار وعلی الدر المختار

حکایت ۴ ؛ روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں سے منقول ہے کہ ایک شخص ایک سال حج کو گیا۔ جب واپس لوٹا تو اپنے بھائی کو کہا کہ میں نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو عرفہ کے موقف میں دیکھا۔ اس کے بھائی نے کہا ہم تو آٹھویں ذوالحجہ کو ان کو اپنے بستر پر ان کے گھر دیکھا تھا۔ حاجی بھائی نے قسم کھا کر کہا اگر غلط ہو تو میری عورت کو طلاق کہ میں نے اسے موقف میں دیکھا تھا دوسرے بھائی نے کہا چلو اٹھو۔ ان سے ماجرا پوچھ لیجیے۔

دونوں نے جاکر شیخ سے ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اس بات سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا جاؤ اللہ اللہ کرو اور جب حاجی بھائی نے قسم اٹھائی تھی اسے فرمایا جا اپنی عورت کو گھر لے جا لیکن یہ بات آئندہ کسی سے نہ کہنا

حکایت ۵ ؛ حضرت الشیخ الامام علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک استفتاء آیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں شب شیخ عبدالقادر طشطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ میرے ہاں تھے دوسرے شخص نے بھی یہی قسم اٹھائی اور دونوں نے قسم اٹھائی کہ اگر ہم دعویٰ میں جھوٹے نکلے تو زن طلاق۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہ۔ میں نے شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں قاصد بھیج کر واقعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا :

ولو قال اربعۃ انی بت عندھم لصدقوا	یعنی اگر چار آدمی بھی اس بات کا دعویٰ کریں تو ان کی تصدیق کر لینا کہ میں ان کے پاس شب باش ہوں گا۔

میں نے شیخ کی بات سنکر فتویٰ دیدیا کہ ان دونوں میں سے کسی عورت کو طلاق نہیں۔

(ف) اس کی تقریر یا زرو نے فتویٰ یوں ہوگی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرتا ہے
نہیں کیونکہ واضح بات ہے کہ دونوں کے مابین تنازع کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کا ا
ہی وقت حانث ہونا تو ممکن نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی پر حنث کا حکم دیا جا سکتا
ہے کیونکہ یہ اس طرح ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور وہ ناجائز ہے اور ولی اللہ کا متعدد مقامات پر مو
ہونا ممکنات سے ہے۔

جب یہ بات ممکن ہے تو پھر ظاہر ہے کہ ایسا شخص حانث نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شے
کسی کے لئے ممکن ہو تو اس کے لیے حنث کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ اس کے صدق
کا امکان موجود ہے۔

بنا بریں اس صورت میں شک کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس امر کیلئے
کسی اور تقریر کی حاجت ہے ہاں یہ امر ضروری ہے کہ ہم ثبوت پیش کریں کہ محلوف علیہ ولی کامل کا مختلف
مقامات میں ایک ہی وقت میں موجود ہونا ممکن ہے۔ یہ مسئلہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور علماء نے بھی
میری طرح عدم حنث کا فتویٰ دیا ہے ان کی دلیل بھی یہی بات ہے کہ ایسا امر محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

(ف) سوال کے جواب میں علامہ ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل رسالہ لکھا بنام "المنجلی فی
تطور الولی" جو "الحاوی للفتاوی" کے ساتھ مصر میں چھپا ہے جس کا فقیر نے اردو ترجمہ کر کے بنام "ولی
کی پرواز" شائع کرایا۔

حکایت ۶: شیخ خلیل مالکی اپنی مشہور کتاب المختصر (جو اپنے شیخ شیخ عبداللہ المنوفی کے مناقب میں
لکھی ہے) چھٹے باب (جس میں ان کے طی الارض کا ذکر ہے کہ باوجودیکہ مختلف مقامات پر موجود ہوتے
ہیں لیکن اصلی مقامات سے بھی گم نہیں ہوتے) میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حجازِ مقدس سے واپس
آکر شیخ کے متعلق پوچھا کہ کہاں ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں نے ان کو عرفات میں دیکھا۔
لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے باہر کہیں نہیں گئے۔ حاجی صاحب نے قسم اٹھالی۔ شیخ

کو ماجرا معلوم ہوا۔ حاجی صاحب مذکور اس واقعہ کو بیان کرنے والے تھے کہ شیخ نے سکوت کا اشارہ
فرمایا۔ (الحاوی للفتاوی ص)

(ف) اسی قسم کے خلیل نے اپنے شیخ کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں (کتاب مذکور)

حکایت ۷: حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کسی ایک فقیہ نے کہا کہ آپ نماز کے لئے
جماعت میں شامل کیوں نہیں ہوتے۔ ایک اجتماع میں شیخ نے اس فقیہ کے سامنے چار مختلف
صورتوں میں آٹھ رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ای صورۃ لم تصل معکم ان میں سے کون سی صورت
نے تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھی فقیہ نے شیخ کے ہاتھ چوم لئے اور آئندہ انکار کرنے سے
توبہ کرلی۔ الحاوی للفتاوی

(ف) سراج الدین بن اللقن فرماتے ہیں (میں نے اُن کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب طبقات
الاولیاء سے نقل کیا ہے کہ) شیخ قضیب البان الموصلی صاحب کرامات متکاثرہ ہیں۔ موصل میں رہے
اور آپ کا وطن بھی موصل تھا۔ آپ ۵۷۰ھ کے قریب فوت ہوئے انہیں کمال بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ
نے ذکر کیا (کتاب مذکور)

حکایت ۸: حضرت شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص
نے بعد از نماز جمعہ دعوت کا عرض کیا آپ نے فرمایا ان شاء اللہ آجاؤں گا پھر اسی طرح چار آدمی اور آگئے
اور ہر ایک نے پہلے کی طرح جمعہ کے بعد دعوت کا عرض کیا آپ نے ہر ایک کو دعوت کا وعدہ دیا
آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر پھر اسی طرح فقہاء کی مجلس میں بیٹھ گئے کسی ایک کی دعوت پر تشریف نہ
لے گئے۔

آپ بیٹھے ہی تھے کہ وہی پانچوں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور ہماری دعوت پر تشریف
لانے کا شکریہ (الحاوی للفتاوی ص ۱۶۷)

حکایت ۹: میں نے شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ تعالیٰ کے مناقب میں (جو اس کے

بعض شاگردوں کی لکھی ہوئی ہے، دیکھا ہے کہ شیخ کی جماعت کا ایک شخص حج سے واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے شیخ کو طواف اور مقام ابراہیم کے پیچھے اور منیٰ اور عرفات میں دیکھا ارادہ کیا کہ جب واپس پہنچوں گا تو شیخ کے متعلق پوچھوں گا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے بعض احباب سے پوچھا شیخ کہیں سفر کو گئے یا اپنے شہر سے بھی کبھی باہر نہیں گئے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ جب میں شیخ کے دربار میں پہنچا۔ السلام علیکم کہا تو شیخ نے پوچھا کہ اپنے حج کے سفر میں کن کن لوگوں کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا حضور! اس سفر میں آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا۔

الرجل الکبیر یملأ الکون لو دعی
القطب من حجرہ اجاب

ولی کامل دنیا کو محیط ہوتا ہے اگر قطب کو کسی ہی بل کھڑے ہو کر پکارا جائے تو وہ اسی وقت جواب دے گا۔

(ف) اسی قول کے تحت ہم کہا کرتے ہیں ؎ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اور ؎

بگرداب بلا افتادہ کشتی | مدد کن اے معین الدین چشتی

وغیرہ وغیرہ لیکن وہابیہ دیوبندیہ نے کفر و شرک کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے لیکن وہ صرف جلانے لئے۔

(ف) شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب مذکور میں لکھتے ہیں کہ خصائص الٰہیہ کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کہ اس قسم کی قدرت اپنے بندوں میں پیدا کر دے۔ دیکھئے حضرت عزرائیل علیہ السلام ہر گھڑی میں بے شمار مخلوق کی ارواح قبض کرتے ہیں اور ان حضرت عزرائیل کو ہر ایک مختلف شکلوں میں دیکھتا ہے۔

حکایت ۱۸: ایک دن حضرت کمال بن یونس رحمہ اللہ اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ آپہنچے تو یہ لوگ ڈر گئے۔ حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے یونس ہر وہ علم جو اللہ تعالیٰ کو ہے تو اسے جانتا ہے۔ ابن یونس نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا مجھے وہ علم حاصل ہے جو تجھے معلوم نہیں۔ ابن یونس کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا

فرمایا ہے یہ آخر میں بات؛ حضور غوث پاک سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی سے پوچھی گئی آپ نے فرمایا:

ھو ولی مقرب ذو حال مع اللہ
وقدمہ صدق عندہ

وہ ولی کامل اور مقرب ہیں اللہ تعالیٰ اسے خاص راز رکھنے والے اور نہایت برگزیدہ مرد ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو اسے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا وہ پڑھتے تو ہیں لیکن تمہیں پتہ نہیں چلتا۔ میں تو انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ موصل میں نماز پڑھیں یا زمین کے کسی خطہ میں لیکن ان کا سجدہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے ہوتا ہے (الحاوی للفتاوی ص ج ۱)

(ف) اس سے چند مسائل ثابت ہوئے،

۱۔ ولی اللہ کے کئی جسم ہوتے ہیں وہ یک وقت کئی جسموں کے ساتھ کئی مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔

۲۔ فقیر اگر بظاہر نماز نہ پڑھتا ہو تب بھی یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ بے نماز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے جسم کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں فقیر ہو ورنہ بہت سے ابلیس انسانی بھیس بدل کر لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں۔ کما قال مولانا رومی قدس سرہٗ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست

حکایت ۱۹: حضرت ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ان کے گھر میں دیکھا تو ان کے جسم شریف نے گھر کو بھرا ہوا تھا پھر ان کا جسم عادت کے خلاف بڑھنے لگا میں ان کے گھر سے نکلا کیونکہ ان کی ہیبت ناک شکل نے مجھے ڈرا دیا پھر ان کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر کے ایک کونہ میں نہایت چھوٹی شکل میں ہیں یہاں تک کہ وہ چڑیا

کے برابر معلوم ہوگئے۔ پھر تیسری بار میں اُن کے گھر گیا تو پھر اپنی اصلی شکل میں نظر آئے۔

(ف) اس کے علاوہ طبقاتِ اولیاء میں اس جیسی اور بہت حکایات جمع فرمائی گئی ہیں (الحادی للفتاوی)

حکایت ۱۲: شیخ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر" میں فرماتے ہیں کہ میرے شیخ کی کرامات سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن شیخ ابوالحجاج اقصری اور میرے شیخ ابی العباس مکہ شریف میں جمع ہوئے اور ابی الحجاج نے میرے شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ہفتہ کے طواف سے بھی شرف حاصل ہے (یعنی ہفتہ میں ایک بار بذریعہ کرامت طواف کعبہ کو جاتے ہیں) تو آپ نے فرمایا بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کا کعبہ طواف کرتا ہے، ابوالحجاج نے دیکھا کہ دونوں کا کعبہ طواف کر رہا ہے)

(ف) شیخ ابناسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"

"اس بات کا انکار نہ کیا جائے کیونکہ اس حکایت جیسی اور بھی بہت سی حکایات صالحین سے موافقت رکھتی ہے" (کتاب مذکور)

حکایت ۱۳: صاحب الوحید فرماتے ہیں،

"اولیاء میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جسم سے خالی ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ ٹھیکری کی طرح ہوجاتے ہیں گویا اُن میں روح بھی نہیں ہے چنانچہ مجھے عیسیٰ بن المظفر شیخ شمس الدین الاصبہانی (جو عالم، مدرس اور شہر قوص کے حاکم بھی تھے) سے خبر دیتے ہیں کہ اکثر وہ اپنے جسم سے علیحدہ رہتا۔ پھر تیسرے دن اپنے جسم میں لوٹ آتا تھا"

(ف) میں کہتا ہوں اصبہانی مذکور علامہ شمس الدین مشہور ہیں شرح المحصول کے مصنف کے علاوہ اصول کی بڑی کتب کے مصنف بھی ہیں ابن السبکی اپنی طبقات میں شیخ تاج الدین الفرکاح سے

سے نقل کرتے ہیں کہ

انہ قال لم یکن فی زمانہ فی علم الاصول

علم اصول میں ان جیسا اُن کے زمانہ کوئی نہیں تھا (الحادی للفتاوی ص)

حکایت ۱۴: قطب العارفین سیدنا امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ نے ایک دن میں پچاس مقامات میں خطبہ پڑھ کر نماز جمعہ پڑھائی (الجواہر الدرر ص۱۶۵)

حکایت ۱۵: امام موصوف رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح سیدنا محمد خضری قدس سرہ کے لئے واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے مقام سرس کے علاوہ چند شہروں میں بیک وقت جمعہ کے دن نماز ادا فرمائی۔ (کتاب مذکور)

حکایت ۱۶: سیدنا عبدالقادر شطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے مصر میں روضۃ المقیاس نامی باغ کے مقابل ایک جزیرہ میں ایک شخص کے پاس رات گذاری اور اسی شب دوسرے شہر میں دوسرے شخص کے پاس۔ دونوں نے اس شب میں انہیں دودھ پلایا اور ہر ایک اپنے اپنے باورچی خانہ کی چھت پر اُن کے ساتھ سویا اور صبح تک ان کے ساتھ رہا پھر ایک ایسی جماعت نے بیان کیا جو بحر فرات کے اطراف کی جانب سفر کرنے میں سلطان قایتبائی کے ہمراہ تھی کہ سلطان نے مصر سے برآمد ہونے کے قبل سیدنا عبدالقادر قدس سرہ کے سفر کی اجازت طلب کی چنانچہ انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی پھر جب سلطان سفر کرکے شہر حلب میں پہنچا تو وہاں پر ایک خلوت گاہ میں سیدنا عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیمار پایا اور لوگ آپ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ شیخ کو یہاں پر تقریباً ایک سال ہوگیا ہے اس قدر کمزور ہیں کہ چل نہیں سکتے حالانکہ سلطان جب آپ کو مصر میں تندرست چھوڑ کر سفر کے لئے آپ سے اجازت حاصل کرکے روانہ ہوئے تھے اس وقت سے اب تک تقریباً ایک ماہ گذرا ہوگا۔

(کتاب مذکور)

حکایت ۱۷: حضرت شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہٗ کو ربیع الاول شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی شرکت کے لئے دس جگہ سے مدعو کیا گیا کہ نماز فجر کے بعد تشریف لائیں حضرتِ مخدوم صاحب دسوں دعوتوں کو منظور فرمالیا اور ہر جگہ نماز فجر کے بعد پہنچنا ہے کس طرح ہوسکیگا۔

فرمایا کہ کشن کہ کافر تھا کئی سو جگہ موجود ہوتا اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔

چنانچہ بعد نمازِ فجر ایک جگہ سے سواری آئی مخدوم صاحب حجرے سے برآمد ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر دوسری جگہ سے سواری پہنچی۔ اسی طرح دسوں جگہ سے سواریاں آئیں اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ہر مرتبہ حجرہ سے برآمد ہوتے اور سوار ہو کر تشریف لے جاتے اور حجرہ میں سے ۔ اکذافی السبع السنابل شریف)

حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"خردمندا تو ایں را بر تمثیل حمل مکن یعنی مپندار کہ تمثیل ہائے شیخ بچندیں جا ہا حاضر شدہ است۔ لا واللہ بلکہ عین ذاتِ شیخ بہر جا حاضر شدہ بود و در یک شہر و یک مقام واقع شدہ ذات ایں موحد خود را قصائے عالم حاضر است خواہ علویات و سفلیات۔

یعنے اے عاقل اس کو تمثیل پر محمول نہ کرنا یعنے یہ نہ سمجھنا کہ دسوں جگہ شیخ کے مثالی اجسام موجود ہو گئے تھے نہیں واللہ ہر جگہ بعینہٖ ذاتِ شیخ موجود ہوتی تھی یہ موحد خود ایک شہر ایک مقام میں ہوتا ہے اور اس کی ذات علویات و سفلیات تمام اطراف عالم میں حاضر ہوتی ہے۔"

(ف) یہ حکایت سبع سنابل شریف جیسی محقق، معتبر اور مستند کتاب میں موجود ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اسے اپنے ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے۔ دیوبندیوں نے حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کو چھوڑ کر اعلیٰ حضرتِ پر کیچڑ اچھالا ہے چنانچہ کریم بخش پروفیسر اپنے جہل مسئلہ صہ ۱۲

میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات سے یہ نقل کر کے لکھتا ہے:

"کہ ایک کافر کو بھی حاضر و ناظر ہونے کا مصداق ٹھہرا لیا ہے دیکھا کہ کافروں کو بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر مان لیا گیا ہے"

ناظرین حضرات، دیکھا آپ نے کہ دیوبندیوں نے کیا بدترین فریب کیا ہے کہ عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے ایک کامل کی نقل کردہ حکایت پر طعن و تشنیع کیا اس طرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کچھ نہیں بگڑا البتہ پس پردہ ایک کامل کی بے ادبی و گستاخی سے اپنا خاتمہ خراب کیا۔

دیوبندیوں کو فقیر کا احسان مند ہونا چاہیئے

برائے اضافہ مطالعہ گکھڑوی اینڈ دیوبندی کمپنی کو انہیں فقیر ان کے اپنے گھر سے چند حوالے پیش کرتا ہے،

۱۔ خالد محمود پروفیسر سیالکوٹی نگران ہفت روزہ دعوت لاہور میں بعینہٖ یہی حکایت نقل کی ہے اور اس کی تائید کی ہے۔" ہفت روزہ ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء ملاحظہ ہو۔

۲۔ محمد علی سابق ناظم ندوہ نے بھی اپنی تصنیف ارشادِ رحمانی صہ میں بھی اسی حکایت کو نقل کیا ہے۔

تحقیقی جواب چشم بد دور اعلیٰحضرت قدس سرہ کی تحقیق ایسی نہیں کہ جسے دیوبندی حملہ کر کے کمزور کر سکے آپ کا ہر مضمون بے شمار حقائق کو دامن میں لئے ہوتا ہے لیکن ؎

دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

گکھڑوی اور اس کے معتمد علیہ پروفیسر کریم بخش اور اُس کے ہمنوا ہمیشہ لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہیں انہیں کو عوام کو بہکانا مطلوب ہے انہیں تحقیق سے کیا غرض حالانکہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ملفوظ میں ہی اہل نظر کے لئے ایک بہترین نسخہ تیار کیا گیا ہے جو عمداً پروفیسر نے نہیں لکھا وہ یہ ہے کہ

"اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اس حکایت سے پہلے ایک سائل کو "فنافی الشیخ" کا
مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے آپ نے اُس پر ارشاد فرمایا کہ "یہ خیال رکھے کہ میرا
شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اُس کے قلب کے نیچے تصور کر کے
اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ سے فائض ہوتے
اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر مدت کے بعد یہ حالت ہو
جائیگی شجر و حجر در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئیگی یہاں تک کہ نماز میں
بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔"

یہ ایک ایسا نسخہ ہے جسے خدا تعالیٰ کے تمام محبوب بندوں نے استعمال کیا یہاں
تک کہ دیوبندیوں کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی درسگاہ میں بھی استعمال
ہوا اور بے شمار قسمت والوں کو فنافی الشیخ کا مرتبہ نصیب ہوا اسی نسخہ کو اشرف علی تھانوی
نے دعوات عبدیت میں اور رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی نقل کیا اور اسی نسخہ کے حصول
کے لئے دنیا کے نیک بندے کئی جتن کرتے ہیں لیکن ایک پروفیسر دوسرا گکھڑ کا ایک خشک
ملاں اُسے شرک کہے تو اسلام کا کیا بگڑتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس عالیشان نسخہ کو بیان کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایک معتبر اور نہایت
مستند کتاب کے حوالے سے دو حکایتیں بیان فرمائی ہیں تاکہ سائل کے قلب پر مسئلہ کی حقیقت
مرتسم ہو جائے پہلی حکایت یوں لکھی۔

حکایت ۱۸: حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لئے جاتے تھے راہ میں
اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ پر پڑ گئی یہ نظر اول بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ
کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا تو پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی

اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر (ملفوظات حصہ ۲ ص ۴۸۹)
یعنے عالم ہو کر ایسا برا فعل کرتے ہو۔ دوسری حکایت پہلے بیان ہو چکی ہے اگرچہ جاہل ضدی
اور عنید تو بالکل ہی نہیں مانیں گے اہل انصاف کے لئے اتنا عرض کرنا ہی کافی ہے۔

حکایت ۱۹: شیخ محمد حضرمی مجذوب علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں ایک آن
میں خطبہ اور نماز جمعہ ادا کیا اور کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔

(جمال اولیاء ص ۱۸۸)

(ف) یہ حوالہ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ہے اس سے خود سمجھیں کہ ولی
کامل کو اللہ تعالیٰ کیا طاقت بخشی ہے۔

حکایت ۲۰: سیدی احمد سجلماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوتے دوسری سے ہمبستری کی یہ
نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض
کیا ہاں ایک پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید
سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۲ ص ۴۹)

(ف) اس حقیقت میں وہی مضمون ہے جو دوسری حکایات میں پڑھتے چلے آرہے ہیں اور
لے دیوبندی بھی مانتے چلے آرہے ہیں لیکن کم ظرف اُچھلتا ہے دیکھئے گکھڑوی یہ حکایت نقل کر کے
اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور تمام اہلسنت والجماعت پر خوب برسا چنانچہ لکھتا ہے کہ بعض بزرگان
دین کو کشف والہام کے کسی واقعہ کا علم ہو جانا قواعد شرعیہ کے تحت صحیح ہے اور اس کا انکار کرنا
باطل ہے مگر ہمیں تو خانصاحب (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کی اس تصریح اور خط کشیدہ الفاظ
سے اختلاف ہے کہ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے اور ہر دیانتدار اور
باانصاف مسلمان کو اس سے اختلاف کرنا چاہیئے۔

گکھڑوی کا یا مطالعہ (الٹی کتاب) ناقص ہے یا اُس کا حافظہ کمزور ہے ورنہ الفاظ عبارت سے اگر بقول او
اعلحضرت قدس سرہ مجرم ہیں تو پہلے اپنے مناد یداکابر دیوبند کو گروانیے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ
سے پہلے رشید احمد گنگوہی امداد السلوک ص۳ میں یونہی لکھ گیا ہے چنانچہ اس کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

"مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا
قریب ہوگا یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اُس کی روحانیت سے دور نہیں
یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اُس کو بتلائیگی"۔

گکھڑوی کو چاہیے تھا کہ عبارت ذیل جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لئے
لکھی ہے وہی تمام الفاظ رشید احمد گنگوہی پر تحریر کرتا تاکہ اُس کی دیانت، حق گوئی اور انصاف
پسندی اہل اسلام بالخصوص دیوبندیوں میں ضرب المثل بنتی۔ گکھڑوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"حضرات ہمیں تو یہ حوالہ نقل کرتے بھی شرم (۱) آتی ہے مگر کیا کیا جائے ہم بھی
مجبور (۲) ہیں۔ دیکھا کہ ان بریلویوں (بلکہ یوں کہو دیوبندیوں کو بھی)، کے بھی علم غیب اور
حاضر و ناظر کی انتہا کیا ہے۔ "مرید کی ہم بستری کے وقت بھی ان کے پیر و مرشد حاضر
و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں" (۳) (آنکھوں کی ٹھنڈک ص۳۹)
(اگر آنکھوں کی ٹھنڈک نام رکھنے کی بجائے آنکھوں کی اندھک رکھتا تو بہت ہی موزوں ہوتا کیوں کہ
آنکھوں میں تو شرم ہوتی ہے مگر وہ یہاں مفقود ہے)

انتباہ: گکھڑوی اور اس کے ہمنوا لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ غلاظت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

۱۔ لیکن اپنے اکابر کی عبارت کو چھپاتے ہرگز شرم نہیں آتی اسی کو دیانتداری کہتے ہیں؟
۲۔ کیا کرتے بچارے کو پارٹی بازی مجبوری کرتی ہے۔
۳۔ ان الفاظ کو لکھتے وقت تو شرم کہیں کوسوں دور ہوگی۔

پر نہیں پھینکی بلکہ پہلے اپنے اکابر پھر اُس بڑے غوث روزگار پر جن کی غوثیت کا تمہارے اکابر کو بھی
اقرار ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا صرف اتنا قصور ہے کہ انہوں نے اپنے ملفوظ شریف میں
ان کی مستند کتاب "الابریز" سے نقل فرمایا اور یہ الابریز وہ معتبر اور مستند کتاب ہے جسے
تمہارے اکابر آنکھوں پہ لگاتے اور اُس کا اُردو ترجمہ کر کے عام شائع کرتے ہیں۔

ناظرین حضرات، غور فرمائیں کہ جب مسلمات میں سے ہے کہ شیخ اپنے مرید کی تربیت کا ذمہ دار
ہے وہ اپنے مخلص مریدین کو ہر حالت میں تنبیہہ بھی فرماتے ہیں جنہیں علم سلوک سے کچھ واسطہ ہے
وہ خوب جانتے ہیں لیکن گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے متعلق نہیں بلکہ روحانیت کے
بادشاہ اپنے وقت کے غوث سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ پر یہ غلاظت پھینکی ہے جس کا محاسبہ
آج نہ تو انشاء اللہ کل ضرور۔ **"وہابیوں دیوبندیوں کے دلائل":**

گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر غلاظت مذکورہ پھینک کر مسئلہ کی حقیقت کو
مسخ کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور اُسے دلائل سے مضبوط کرنا چاہا ہے اُس کے دلائل بھی
ملاحظہ ہوں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے ساتھ جو فرشتے ہیں
وہ دو حالتوں میں تم سے الگ ہو جاتے ہیں۔
۱۔ جب تم قضاء حاجت کے لیے بیٹھتے ہو
۲۔ جب تم ہمبستری کرتے ہو (ترمذی ج۲ ص۱۵۹ و مشکوٰۃ ص۲۶۹)
اور علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے (السراج المنیر ص۱۰۴ ج۲)

قارئین کرام نے ملاحظہ کر لیا کہ ایسی حالت میں تو فرشتے بھی الگ ہو جاتے
ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اعمال اور اقوال کی حفاظت اور نگرانی
کرتے اور لکھتے ہیں اور شرم کے مارے علیحدہ اور الگ ہو جاتے ہیں مگر

فریق مخالف کے نزدیک بزرگانِ دین کی یہ قدر اور تعظیم ہے کہ وہ اس حالت میں بھی شرم نہیں کرتے اور مرید بیچارے کی جان نہیں چھوڑتے اور گویا یوں کہتے ہیں کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان" (آنکھوں کی ٹھنڈک ص)

ناظرین! ملاحظہ فرمایا یہ پھکڑ بازی یہ پھبتیاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ بلکہ پر ہے جس طرح اس نے یہ تاویل ملائکہ کے لئے کی ہے اگر بعینہٖ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے لئے کی جائے اور یوں کہا جائے کہ فرشتے ہم بستری اور اس کے جائز و ناجائز ہر قسم کے احوال کے باوجود جدا ہونے کے آدمی کے اعمالنامے میں لکھتے ہیں اگر وہ جدا ہونے کے باوجود سب کچھ لکھتے ہیں تو یہ توجیہ خدا رسیدہ بزرگوں کے حق میں کیوں نہیں کی جاتی لیکن ان کو تو اولیاء کرام سے دشمنی کا مظاہرہ کرنا ہے طعن طرازی پوری کرتی ہے اسے کہتے ہیں بدقسمتی اور حرمان نصیبی

تھانوی نے ہماری تائید کی} علاوہ ازیں اشرف علی تھانوی کے اس کلیہ کو سامنے رکھ لیا جائے تو مسئلہ ہر طرح سے بے غبار ہو جاتا ہے۔

تھانوی مذکور اپنے ایک مرید کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"کہ ان لوگوں (اولیاء کرام) کے احوال عقل و نقل دونوں سے بالاتر ہیں۔"

(النور بابت ماہ رمضان ۱۳۴۴ھ ص ۲)

لیکن قاعدہ ہے کہ خدا رسیدہ بزرگوں پر طعن و تشنیع سے حق بین آنکھ سلب ہو جاتی ہے۔

حکایت ۴۱: اشرف علی تھانوی نے حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قصہ بیان کر کے لکھا کہ کسی نے ان کے متعلق کسی امر منکر کی قاضی شہر کو اطلاع دی وہ دُرّہ لے کر تعزیر کی نیت سے چلے وہ پہلے سامنے اس طرح نمودار ہوئے کہ بجائے ایک قضیب البان کے ستر قضیب البان قاضی کے سامنے آگئے اور کہا ان میں سے ایک کو پکڑ لو جو تمہارا مجرم ہو قاضی صاحب یہ کرامت دیکھ کر

معتقد ہو گیا۔ ذخیر الحیات وذخیر الممات ص ۸۳

(ف) یہ حکایت ہمارے مخالفین کے حکیم الامت نے بیان کی ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ ایک ولی کامل متعدد مقامات پر حاضر ہو سکتا ہے اور یہی ہمارا موضوع ہے اور پھر جب ایک ولی ستر جگہ مع جسد حاضر ہو سکتا ہے بلکہ سو جگہ بلکہ ہزار بلکہ بے شمار جگہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ بیان ذیل اس پر شاہد ہے۔

حکایت ۴۲: صوفی سوندھا کا بے شمار جگہ حاضر و ناظر ہونا: مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ صوفی سوندھا ایک بزرگ ہندوستان میں ہوئے ہیں ان کے سامنے کسی نے کہا کہ ہندو یوں کہتے ہیں کہ کرشن اوتار کی سو بیویاں تھیں اور وہ ایک وقت میں سب کے ساتھ ہوتا تھا اور ہر جسم سے جدا کام کرتا تھا گویا ایک کرشن کے سو کرشن بن جاتے تھے۔

صوفی سوندھا نے کہا نہ معلوم کیسی روایت ہے صحیح ہے یا غلط اور صحیح بھی ہو تو یہ کچھ کمال نہیں پھر فرمایا ذرا اس املی کو تو دیکھو۔ مخاطب نے جو املی پر نظر کی تو ہر پتہ پر صوفی سوندھا نظر آئے ان کے سامنے بھی بیٹھے تھے اور درخت کے ہر پتہ پر ان کا جسم مع روح کے نظر آ رہا تھا (ذخیر الحیات وذخیر الممات ص ۸۴)

ف: اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ:

"ایک جان کی سو جان یا ہزار جان ہو جائے (یعنی ایک بزرگ سو یا ہزار جگہ حاضر ہو جائے) تو کوئی بعید بات نہیں بلکہ صوفیہ کرام تو دنیا میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں" ص ۸۲

فائدہ: اس سے وہی ثابت ہوا کہ ایک ولی متعدد مقامات پہ حاضر و ناظر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے سے کہ نہ ہوا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے والے پر شرک کا فتویٰ ضروری لگتا ہے تو پھر اشرف علی تھانوی بھی مشرک ٹھہرے گا جو ایک ولی کے ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہونے کو جائز مان رہا ہے۔

حکایت ۲۳ : امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی کچھ اولاد توم (اٹلی) کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ بلاد حجم میں اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلادِ تکرور میں تھی آپ ایک وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہیں کے پاس قیام رکھتے ہیں ۔ (جمال الاولیاء صہ ۲۰۲ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

(ف) دیکھیے اس ولی کا کارنامہ کہ متعدد مقامات پہ وہ حاضر بھی اور ناظر بھی اور لکھنے والے دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب ۔ لیکن یہاں کا فتویٰ ہضم ۔

آخر میں فقیر اپنے پیر ومرشد حضرت محکم الاسلام والدین خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہٗ کی چند حکایات بیان کر کے اس باب کو ختم کرتا ہے ۔

حکایت ۲۴ : ایک دفعہ خانقاہ کے قریبی گاؤں سے آپ کے دو مریدوں نے آپ کو علیحدہ علیحدہ قیام اور طعام کی دعوت دی آپ نے دونوں کی دعوت قبول فرمائی رات کو دونوں اصحاب کو ایک دوسرے سے شرمندگی تھی کہ میری وجہ سے حضرت دوسرے گاؤں نہ جا سکے آپ کی روانگی کے بعد دوسرے دن یہ اصحاب ایک دوسرے سے ملے تو اپنی شرمندگی کا اظہار کیا تو دونوں کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ رات کو دونوں کے گھر مقیم تھے دونوں گاؤں میں حضرت کے پاؤں کے نشانات پائے گئے اور دونوں گاؤں کے لوگوں نے ایک ہی وقت میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہونے کی تائید کی ۔

حکایت ۲۵ : حافظ رجب (جو کہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے تھے) کی بیوی بیمار ہو گئی ۔ حافظ رجب کا گھر خیر پور ٹامیوالی میں تھا ۔ حضرت صاحب حافظ رجب کے گھر تشریف لے گئے اور اس کی بیوی کی طبع پرسی فرمائی اور اُسے آرام بھی ہو گیا بعد کو معلوم ہوا کہ آپ اُس تاریخ اور اُسی وقت پاک پتن میں تشریف فرما تھے ۔

حکایت ۲۶ : ایک دفعہ شاہ ابو الفتح رحمۃ اللہ حضرت السیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے واسطے بستی کھچی آئے حضرت کو وہاں نہ پاکر بہت پریشان ہوئے اور مشرق کی جانب روانہ ہو پڑے راستہ میں حضرت صاحب مل گئے شاہ صاحب نے شرف زیارت حاصل کیا ۔ حضرت صاحب نے فرمایا ملاقات ہو گئی اب تم گھر جاؤ بعد کو معلوم ہوا جس وقت اور جس دن حضرت صاحب شاہ صاحب کو ملے تھے اسی دن اور اُسی وقت آپ پاک پتن میں مقیم تھے ۔

حکایت ۲۷ : ایک حجام کا بیٹا خراسان سفر پر گیا ہوا تھا ۔ حجام بے حد پریشان تھا کہ اُس کا بیٹا کسی طرح واپس آ جائے ۔ حجام حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی قدس سرہ کا مرید تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ کام فقیر کا نہیں اگر شہباز وقت یعنی حضرت سیرانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں تو وہ تمہارے لڑکے کو منگوا سکتے ہیں ۔

حجام کا ایک دن حضرت السیر رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت قبلۂ عالم نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حجام سے فرمایا یہی شہباز وقت ہیں اُن سے جا کر عرض کرو ۔ حجام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر اجازت ہو تو آپ کی اجازت بناؤں ۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی ۔ حجام ڈر سے کچھ عرض نہ کر سکا لیکن دوران حجامت دردِ فراق بیٹے کی وجہ سے رو رہا تھا آپ نے پوچھا روتا کیوں ہے ۔ حجام نے تمام ماجرا بیان کیا آپ نے ذرا فرمایا رک جاؤ آپ صرف مسجد کے حجرہ تک گئے اور پھر واپس تشریف لے آئے اور حجام نے اپنا کام شروع کیا ابھی حجام حجامت بنا ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا گھر واپس آ گیا ہے حجام فارغ ہو کر جب گھر پہنچا تو بیٹے سے حال دریافت کیا لڑکے نے بتایا کہ میں کابل کے بازار سودا خریدنے جا رہا تھا کہ ایک آدمی جس کا آدھا سر مونڈا ہوا تھا آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے سے گھر پہنچا دیا ۔ رقم اور رومال بھی لڑکے کے ہاتھ میں تھا جس میں وہ سودا خریدنے جا رہا تھا ۔

حکایت نمبر ۲۵: حاجی محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بازارِ مِنیٰ میں حضرت صاحب الیر رحمتہ اللہ کو دیکھا پہچان کر حاضرِ خدمت ہوا آپ بڑی نوازش سے ملے اور فرمایا اب چلے جاؤ یہ خطرناک جگہ ہے میاں نے تاریخ تحریر کر لی۔

واپس وطن آ کر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس وقت اور اس تاریخ کو آپ عرب شریف میں دیکھے گئے تھے شہر بہاول پور میں بھی موجود تھے۔

ف: اس طرح کہ اولیاء اللہ کے بے شمار واقعات ہیں لیکن اُن کو سمجھنے اور ماننے کے لئے بھی ایمانِ کامل چاہیئے۔

حکایت نمبر ۲۶: ہمارے پیر و مرشد کا وصال شریف بھی ہمارے موضوع میں شامل ہے لیکن جب تک اُس کی تمام تفصیل سامنے نہ ہو مسئلہ کی سمجھ نہیں آئے گی اس لئے ہم آپ کی وفات کا پورا واقعہ عرض کرتے ہیں [1]

حضرت صاحب الیر رحمتہ اللہ علیہ کے لئے ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں حضرت کی مجازی طور پر وفات پائی آپ کو دفن کر دیا گیا لیکن آپ پھر زندہ پائے گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جان کا مالک بنایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ جنگل میں تشریف فرما تھے بہت خوشگوار ہوا چل رہی تھی کہ آپ کی رُوح پرواز کر گئی آپ کے مرید جو اُس وقت موجود تھے بہت پریشان ہوئے اور رونے لگے اور ڈرنے لگے کہ لوگ کہیں گے کہ انہوں نے حضرت کو قتل کر دیا۔ یہ گفتگو سن کر آپ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا یہ مقام خوش تھا اس لئے فقیر کو خوش آگیا اگر تم اس طرح کہتے ہو تو اٹھو اور اس جگہ سے روانہ ہو جائیں۔

وفات کی تفصیل: ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ پورب اور کچی سے پا پیادہ خراسان کی طرف روانہ ہوئے راستہ

---

[1] جسے ہم نے آپ کی کرامات میں لکھا ہے اُویسی غفرلہٗ

میں بستی تلیری جو کہ دریائے چناب کے کنارے ملتان اور ڈیرہ غازیخان کے درمیان واقع ہے، تک پہنچے تھے کہ آپ کا ارادہ ملتوی ہو گیا اور آپ خراسان جانے کی بجائے جنوب کی طرف روانہ ہو پڑے اور شیشم کے درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے حضرت دیوان محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ آپ کی زیارت کے شوق میں پہنچے اور آپ کی خدمت میں کچھ طعام پیش کیا حضرت صاحب وجد میں آگئے اور شورشِ وجد اس قدر تیز تھی کہ ساری عمر آپ کو ایسی شورش کبھی نہ ہوئی تھی آپ نے شورش کے دوران حضرت صاحب کو رخصت کا اشارہ فرمایا لیکن دیوان صاحب آپ کی رفاقت میں رہنا چاہتے تھے لہٰذا آپ نے دیوان صاحب کی خواہش کو مدِنظر رکھتے ہوئے رخصت دی اور خود کاٹھیا والہ دو سراہی بندرا حافظ محمد کوکی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ ایک روز اور قیام فرمایا بروز جمعرات ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ نے پنجاب جانے کا ارادہ فرمایا لیکن حافظ محمد کوکی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ایک رات اور قیام فرمائیں آپ نے حافظ صاحب کی دعوت قبول فرمائی اور سفر کا ارادہ ترک فرما دیا حافظ محمد کی خواہش تھی کہ حضرت صاحب ہمیشہ میرے پاس رہیں لہٰذا اس نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ حضرت صاحب کو زہر دے دوں لہٰذا ارادہ شیطانی کر کے حافظ محمد نے طعام میں زہر ملا دیا طعام کھاتے وقت شاید آپ سمجھ گئے تھے کہ اس میں زہر ہے کیونکہ آپ مسکرائے اور فرمایا ماشاء اللہ۔ اُس روز آپ نے خلافِ معمول کھانا بھی زیادہ کھانا۔

زہر خورانی: زہر کا اثر فوراً جگر تک پہنچ گیا اور آپ کو نقاہت ہو گئی اسی حالت میں نمازِ عشاء ادا فرمائی اور حافظ صاحب سے پانی طلب کیا، حافظ اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا اور پانی دینے سے حجاب کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا اے احمق اول آدمیوں کو مٹکے میں ڈال کر پیچھے ہٹتا ہے لاچار پانی لے آیا آپ نے نوش فرمایا اور قے جاری ہو گئی۔ میاں ابو طالب جو اس وقت آپ کے پاس حجرہ میں تھا برتن لے آیا جس میں آپ نے قے کی۔ قے میں جگر کے ٹکڑے تھے اس وقت آپ

نے فرمایا۔ ابھی فقیر کی عمر چار سال باقی تھی۔

باربار غشی آرہی تھی اور نقاہت بڑھ گئی اور وفات کا وقت قریب آگیا۔ لوگوں کو جب آپ کی یہ حالت معلوم ہوئی تو شہر کے تمام افراد جمع ہوگئے آپ نے ابوطالب کو فرمایا۔ لوگوں سے کہو اپنے اپنے گھر چلے جائیں اور تمام لوگ اپنے گھروں میں چلے گئے جب نقاہت زیادہ ہوگئی تو وقت قریب سمجھ کر ابوطالب نے آپ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا آپ نے فرمایا ابوطالب ابھی وہ وقت نہیں آیا آپ شورش میں اٹھے چھت کی کڑیوں کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے

یہ حالت دیکھ کر ابوطالب نے پوچھا یا حضرت آپ کی قبر کہاں بنائی جائے آپ نے فرمایا جس جگہ ہو زمین کھود کر دفن کردیں آپ کھڑے کھڑے شورش کرتے رہے انز اس سے فارغ ہوکر بیٹھ گئے اور ارہ کا ذکر کرنے لگے اور اس قدر جوش سے ذکر کیا کہ زمین و آسمان کانپتے ہوئے معلوم ہونے لگے ذکر سے فارغ ہوکر لیٹ گئے اور فرمایا ابوطالب اب وقت آگیا ہے ابوطالب آپ کے قریب ہوا اور آپ کے ذہن سے یہ آواز سنی۔ دوست دوست سے مل گیا اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

وصال کے وقت آپ نے ابوطالب کو وصیت فرمائی کہ صاحبزادگان کو تاکید کردیں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات چیت کریں اور اس کے اس فعل پر اس سے ناراض مت ہوں بلکہ ہر طریقہ سے اس کے ساتھ رعایت کریں۔

آپ نے حافظ محمد کو دس روپے دیئے اور فرمایا پانچ روپے کفن کے لئے ہیں اور پانچ روپے مسکینوں میں تقسیم کردینا قبر کے متعلق آپ نے فرمایا کسی زمین کھود کر دفن کردینا۔

۵ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ بروز جمعرات نصف شب آپ کو غسل دیا گیا اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر ایک وسیع میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی نماز جنازہ میں ہزاروں سفید پوش شامل ہوئے۔

نصف شب کے بعد آپ کو دراجی میں سپردِ خاک کردیا گیا جب آپ کو قبر میں رکھا گیا تو بعض لوگوں نے ابوطالب کو کہا کہ حضرت صاحب کا منہ مبارک قبلہ شریف کی طرف کردیں ابوطالب کے ہاتھ لے جانے سے پہلے آپ کا منہ خود بخود متحرک ہوکر قبلہ کی طرف ہوگیا۔

میاں ابوطالب نے حضرت صاحب کی وفات کا مراسلہ روانہ کیا جو میاں محمد حسن صاحب کے پاس سات ماہ بعد ماہ شوال میں بہاولپور پہنچا اُن کی آن میں سارے شہر میں حضرت کے وصال کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور سارے شہر میں شورِ قیامت برپا ہوگیا اور کربلا کے ماتم کا سامان پیدا ہوگیا۔

یہ خبر سنتے ہی صاحبزادہ اُویس بخش، حاجی محمد اٹھوال، خلیفہ محمد حسن بہاولپوری، محمد کڈن اور خدا بخش مریجہ دراجی کی طرف روانہ ہوگئے یہ خبر سارے ملک میں عام ہوگئی اور ملک کے کونے کونے سے لوگ دراجی روانہ ہوگئے۔

میاں اویس بخش صاحب اور حاجی محمد اعظم پانچ ماہ صفر کو دراجی پہنچ گئے اور حافظ محمد سے سلسلۂ گفتگو شروع کیا حافظ محمد حضرت صاحب کی میت کسی صورت پر بھی دینے کے لئے راضی نہ ہوتا تھا حضرت صاحب کا فرمان تھا کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی برتی جائے اس لئے آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء حافظ محمد کے ساتھ سختی سے بات نہ کرسکتے تھے اور نرمی سے حافظ محمد نہیں مانتا تھا۔ اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ میں نے حضرت صاحب کو زہر اس لئے نہیں دیا تھا کہ آپ کی میت تمہارے لئے کردوں۔

اگر مجھے آپ کی جسم کی ضرورت نہ ہوتی تو میں آپ کو زہر کیوں دیتا اور پیش کش کی کہ میرے اوپر دو تین ہزار روپیہ سالانہ جزیہ لگا دیا جائے جو میں ہنڈی کی صورت میں حضرت کے صاحبزادگان کو ادا کرتا رہوں گا یا کوئی شخص اپنا خلیفہ مقرر کر جاویں دربار میں جو کچھ آمد ہوگی جائز خرچ کے بعد صاحبزادگان تک پہنچا دیا کرے گا لیکن صاحبزادگان اس شرط پر راضی نہ

تھے اُن کا اصرار تھا کہ وہ آپ کی میت کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے اور حافظ محمد کہتا تھا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کی میت کو یہاں سے نہ جانے دیگا۔

مرنے والا سے گفتگو

الغرض یہ گتھی کسی صورت بھی سلجھتی نظر نہ آتی تھی آخر کار حافظ نجم الدین کو اس بات پر سخت غصہ آگیا اور وہ حضرت محکم الدین کے مزار پر گیا اور غصہ میں کہا اگر تم نے ہمارے ساتھ نہ چلنا تھا تو پھر ہم کو کیوں بلوایا تھا اور ہم کو یہاں بلا کر بے عزت کروایا ہے۔ اُدھر ہمیں یہ حکم بھی دیتے ہیں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات کرنا ہم لوگ آج چلے جائیں گے اور آپ کے پاس پھر کبھی واپس نہ آئیں گے۔

آپ نے حافظ نجم الدین کو خواب میں فرمایا کہ حافظ محمد کوکی کے سامنے قرعہ اندازی کی شرط پیش کرو وہ مان جائے گا۔

۔ چنانچہ صاحبزادگان نے حافظ محمد کو کہا کہ ہم حضرت صاحب کو لے جانا چاہتے ہیں لیکن تم حضرت صاحب کو یہاں رکھنا چاہتے ہو اس طرح فیصلہ ناممکن ہے اور ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

فیصلہ اس طرح ہونا چاہیئے کہ حضرت صاحب کی میت کو نکالا جائے اور ایک صندوق میں رکھ دیا جائے ویسی ہی ایک دوسری خالی صندوق بھی ساتھ رکھ دی جائے ان دونوں صندوقوں میں سے ایک صندوق تم چن لو یہ ہمارا مقدر جس کی قسمت ہوگی اُسے حضرت صاحب مل جائیں گے اس بات پر حافظ محمد کوکی راضی ہو گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حافظ محمد نے صندوق چُن لی اور اُسے کھول کر دیکھا تو حضرت کی میت موجود تھی چنانچہ حافظ محمد کوکی خوش ہو گیا اور صاحبزادگان کو اپنی قسمت پر رنج ہوا۔ حافظ نجم الدین کو اسی وقت غش آگئی آپ نے فرمایا حافظ صاحب اداس نہ ہو فقیر باطنی طور پر تمہاری صندوق میں ہے اور ظاہری حافظ محمد کی صندوق میں۔ تم اُٹھو اور صندوق کھول کر دیکھو۔

چنانچہ حافظ صاحب اُٹھ بیٹھے اور اپنی صندوق کو کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب موجود تھے حافظ محمد نے آپ کی ظاہری میت کو دراچی میں دفن کر دیا اور بعد میں شاندار مقبرہ تعمیر ہوا جہاں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور ہر سال آپ کا عرس جوش و خروش سے منایا جاتا ہے تمام خلفاء نے فیصلہ کیا کہ آپ کو صندوق میں لے جایا جائے۔ لیکن آپ نے ابو طالب کو نیم خواب کی حالت میں فرمایا کہ میں صندوق میں نہیں جاؤں گا مجھے چارپائی پر لے جاؤ اور چارپائی کے ساتھ بانس باندھ لو۔

سب لوگ حیران تھے کہ اس قدر دور دراز سفر میں آپ چارپائی پر کس طرح دیں گے الغرض ۲۵صفر ۱۱۹۷ھ کو خلفاء آپ کو لے کر دراچی (ضلع کاٹھیاواڑ، ہندوستان) سے روانہ ہوئے۔ ہزاروں معتقدین شہر سے تقریباً دس میل تک اشکبار آنکھوں سے آپ کو الوداع کہنے آئے۔

کرامت بعد انتقال

راستے میں جو شخص ملتا آپ کی میت کو کاندھا دینے کی گذارش کرتا اور یہی کہتا کہ چارپائی بالکل بےوزن ہے وفات کے بعد بھی آپ اسی طرح باکرامت تھے[1] حافظ نجم الدین صاحب جو آپ کی میت کے ہمراہ تھے کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت صاحب کی میت کو لے کر ماڑ (ہندوستان) سے گذر رہے تھے ہم لوگ آرام کے لئے رُکے ایک شخص جو آپ کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ دیکھوں آیا آپ کا جسم عام مُردوں کی طرح سخت یا نرم۔ آپ کے نزدیک آیا اور آپ کا پاؤں مروڑنا چاہا کہ آپ نے پاؤں اوپر کی طرف کھینچ لیا وہ شخص وہشت کھا کر گر پڑا اور پیٹ کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس قدر علاج کیا مرض لاعلاج بتایا گیا آخر حضرت کے مزار پر حاضر ہوا اور معافی مانگی دریائے رحمت جوش میں آیا اور اُسے آرام آگیا۔

---

[1] ، اور ہیں اور تاقیامت رہیں گے

کافی عرصہ کی مسافت طے کرنے کے بعد یہ قافلہ آپ کی میت لے کر گوٹھ بخشا (جو اس وقت خانقاہ شریف کے نام سے موسوم ہے اور جہاں آپ کا مزار ہے) پہنچا تو قافلہ نے ایک رات یہاں آرام کرنے کا ارادہ کیا۔

گوٹھ بخشا میں ایک عورت رہتی تھی جسے حضرت صاحب بہن کہتے تھے جب اُسے معلوم ہوا تو دوڑی ہوئی آئی اور حضرت صاحب کے لئے عطر کی شیشی بھی ہمراہ لائی۔ مائی صاحبہ نے آپ کے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور آپ کے بدن پر عطر چھڑکنا چاہتی تھی کہ حضرت صاحب نے شیشی خود لے لی اور اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر چھڑک دی۔

روایت ہے کہ حضرت صاحب اُس عورت سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ فقیر جہاں ہوگا بہن کے ساتھ ہوگا چنانچہ مائی صاحبہ نے حضرت کو وہیں دفن کرنے کی گذارش کی لیکن آپ کے صاحبزادگان آپ کی میت کو اپنے وطن فتح پور گوگیرہ (ضلع اوکاڑہ) لے جانا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے آپ کی چارپائی اُٹھانا چاہی تو چارپائی نہ آگے جاتی تھی اور نہ پیچھے چنانچہ تمام خلفاء اور صاحبزادگان نے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو گوٹھ بخشا میں سپردِ خاک کر دیا۔

یہ معمولی سی بستی جہاں دو تین جھونپڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا آج خانقاہ شریف کے نام سے ایک بڑا قصبہ ہے اور حضرت کی برکت سے ہر سال پاک و ہند کے ہزاروں لوگ یہاں آ کر اپنے مطالب حاصل کرتے ہیں حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور خانقاہ دراپی شریف (ہندوستان) میں بھی ہے جہاں ہر سال نہایت تزک و احترام کے ساتھ حضرت کا عرس منعقد ہوتا ہے اور ہزاروں ہندو مسلم آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں آپ کا عرس مبارک ہر سال ۵ ربیع الثانی کو منعقد ہوتا ہے۔

تمت بالخیر

عقائد و اعمال سنوارنے کیلئے بہترین کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفےٰ
۳۔ حضور کا سفرِ حج
۴۔ امتیازاتِ مصطفےٰ
۵۔ درِ رسول کی حاضری
۶۔ ذخائرِ محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائلِ نعلینِ حضور
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیبِ خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نورِ خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے
۱۳۔ حضور نے متعدد ازواج کیوں فرمائے!
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازدواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبر، عشق رسول
۱۷۔ شبِ قدر اور اسکی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسول
۱۹۔ مشتاقانِ جمال نبوی کی کیفیت جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان کیسے گذارتے؟
۲۲۔ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعت ذکر نبوی
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافلِ نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ مزاجِ نبوی
۴۲۔ تبسم نبوی
۴۳۔ گریہ نبوی
۴۴۔ مجلس نبوی
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگِ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی
۵۰۔ مقصدِ اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں
۵۴۔ محبت و اطاعت نبوی
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا
۵۶۔ نعل پاک حضور
۵۷۔ صحابہ اور علم نبوی
۵۸۔ روح ایمان، محبت رسول
۵۹۔ امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت
۶۰۔ احادیث توسل پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

حجاز پبلی کیشنز سٹاہوٹل مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور